ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

صفر ۱۴۲۲ھ

5

مئی ۲۰۰۱ء

پہچان کی تلاش

عالمی پنجابی کانفرنس کے
بے بنیادوں کے جواب میں

خلافت وملوکیت

قافلہ حریت کے سپہ سالار

شاہ اسمٰعیل شہید

انگریز خواتین

اور تحریک نسواں

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی

میں

انگریز کے مددگار

سکردو، بلتستان

(شمالی علاقہ جات)

این جی اوز کے نرغہ میں

اخبار الاحرار

افکارِ احرار

فردوس نما دوزخ

دنیا کے سیاسی نظریوں میں جس قدر پُرفریب اور پُر تلبیس نظریہ جمہوریت ہے اس قدر کوئی بھی نہیں ہے۔ بظاہر یہ ایک جنت ہے۔ جس میں خوف اور حزن کا نام ونشان بھی نہیں ہے۔ جس مین شخصی آزادی کی حفاظت ہوتی ہے۔ جس میں انسانیت کی قدر و قیمت پہچانی جاتی ہے۔ اور جس میں غربت و امارت کا کوئی سوال باقی نہیں رہتا۔

لیکن جب اس کے باطن پر نظر کی جائے تو یہ ایک جہنم نظر آتی ہے۔ جس میں تکالیف اور پریشانیاں بھری پڑی ہیں۔ جس میں انسانیت کو کند چھری سے ذبح کیا جاتا ہے۔ جس میں شخصی آزادی کا گلا گھونٹ دیا جاتا ہے۔ اور جس میں غریب و کمزور کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ جمہوریت کے کل معائب اور خرابیوں پر غور کرنے سے اس فردوس نما دوزخ کی حقیقت معلوم کی جاسکتی ہے۔

مفکرِ اسلام

مولانا محمد اسحٰق صدیقی سندیلوی رحمہ اللہ

اسلام کا سیاسی نظام (ص ۲۹۴)

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

Regd: M. No. 32

جلد ۱۲ | شمارہ ۵ | قیمت ۱۵

بیاد سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

صفر 1422ھ

مئی 2001ء

بانی: مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی

سید عطاء المہیمن بخاری

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

رفقاءِ فکر

مولانا محمد اسحٰق سلیمی

پروفیسر خالد شبیر احمد

عبداللطیف خالد چیمہ

سید یونس الحسنی

مولانا محمد مغیرہ

محمد عمر فاروق

زرِ تعاون سالانہ

بیرونِ ملک 1000 روپے پاکستانی

اندرونِ ملک 150 روپے

رابطہ: دارِ بنی ہاشم ، مہربان کالونی ملتان ☎ 061.511961

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ناشر محمد کفیل بخاری ، طابع تشکیل احمد اختر ، مطبع تشکیل ؤ پرنٹرز ، مقام اشاعت دارِ بنی ہاشم ملتان۔

تشکیل

دل کی بات: ـــــ اداریہ ـــــ	مدیر	۳
افکار: ـــــ پہچان کی تلاش ـــــ	سید یونس الحسنی	۵
// // ـــــ خلافت وملوکیت ـــــ	محمد عمر فاروق	۱۴
// // ـــــ ہم کہاں کھڑے ہیں ـــــ	محمد طاہر عبدالرزاق	۱۷
// // ـــــ انگریز خواتین اور تحریک نسواں ـــــ	محمد عطاء اللہ صدیقی	۱۹
// // ـــــ کاش کوئی ہمیں سمجھائے ـــــ	زاہد محمود زاہد	۲۷
// // ـــــ سکردو بلتستان شمالی علاقہ جات این جی اوز کے نرغہ میں	ابو معاویہ	۲۹
تاریخ وتحقیق: ـــــ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریز کے مددگار	سید محمد آزاد	۳۱
// // ـــــ عرب ممالک میں پاکستان سے روزے اور عیدین ایک یا دو دن پہلے کیوں؟	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	۴۰
شخصیات: ـــــ قافلۂ حریت کے سپہ سالار ـــــ	شاہ اسمٰعیل شہید محمد الیاس	۴۳
// // ـــــ تحریک آزادی کے مجاہد ـــــ	رفیق غلام ربانی محمد عمر فاروق	۴۶
طنز ومزاح: ـــــ زبان میری ہے بات ان کی ـــــ	ساغر اقبالی	۴۸
// // ـــــ سفرنامہ خیر اندیش ـــــ	آفتاب اقبال	۴۹
اخبار الاحرار: ـــــ احرار رہنماؤں کی تنظیمی وتبلیغی سرگرمیاں ـــــ		۵۰
حسن انتقاد: ـــــ تبصرہ کتاب ـــــ	ز۔ بخاری	۵۹

دل کی بات

پاکستان کا مطلب کیا؟

قارئین کرام! گزشتہ مہینے میں قومی اخبارات میں شائع ہونے والے چند بیانات ملاحظہ فرمائیں اور ان کی روشنی میں غور فرمائیں کہ ہمارے حکمران، سیاستدان، دانشور، روشن خیال ادیب وشاعر اور صحافی پاکستان کے نظریاتی تشخص کو کس طرح مجروح کر رہے ہیں بلکہ ملک کا ایک نیا تشخص کس طرح قائم کر رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

جنرل مشرف نے ایک انٹرویو میں، وائس آف جرمنی کی رپورٹ کے مطابق، کہا:

''پاکستان کی کل آبادی کے ایک معمولی حصے کو مذہبی طور پر انتہا پسند قرار دیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسئلہ سے نمٹنے کے لئے ہم نے ایک آرڈی نینس نافذ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ایک سوال پر جنرل مشرف نے کہا کہ میں مذہبی انتہا پسندی کو ایک اور نظریے سے دیکھ رہا ہوں۔ یہ کہنا کہ ڈاڑھی بڑھائیں، بسنت نہ منائیں یا نیکریں نہ پہنیں کیونکہ یہ غیر اسلامی ہے، یہ سب دقیانوسی باتیں ہیں جب کہ ہم ماڈریٹ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان ایک معتدل ترقی پذیر اسلامی مملکت ہے اور ہمیں اس کو برقرار رکھنا چاہئے۔ جنرل مشرف نے کہا کہ مجسموں کے بارے میں طالبان کے رویّے پر ہمیں بھی افسوس ہوا

(روزنامہ ''خبریں'' ملتان ۱۰/اپریل ۲۰۰۱ء)

پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن بے نظیر زرداری نے بھارت کی انڈین ابراڈ نیوز سروس کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا:

''طالبان کی طرح بنیاد پرست کسی بھی وقت پاکستان پر بھی قبضہ کر سکتے ہیں۔ ملک میں جمہوریت کی عدم موجودگی سے مولوی حضرات فائدہ اٹھا کر مسندِ اقتدار سنبھال سکتے ہیں۔ پاکستان طالبان حمایتی لوگوں کے نرغے میں آ سکتا ہے۔ افغانستان میں بدھا کے مجسموں کی توڑ پھوڑ کا فیصلہ درست نہیں تھا۔ ہم انتہا پسندی کے خلاف ہیں (روزنامہ ''اوصاف'' اسلام آباد ۱۳/اپریل ۲۰۰۱)

عالمی پنجابی کانفرنس لاہور میں ''ترقی پسند'' لکھاری حمید اختر نے خطاب کرتے ہوئے پنجابی میں کہا ''پاکستان تلاوتاں کرن لئی نئیں، ترقیاں کرن لئی بنیا اے۔ قائداعظم دی اپنی حیاتی اندر کسے اکھ وچ قرآن دی تلاوت نئیں ہوئی۔ بغیر ویزے بھارت جان دا پروگرام بنایا اے'' (روزنامہ ''خبریں'' ملتان۔ ۱۵۔اپریل ۲۰۰۱ء)

گورنمنٹ کالج لاہور کے شعبہ اسلامیات کے ایسوسی ایٹ پروفیسر سید محمد شمس الدین نے پرنسپل کے نام ایک خط میں لکھا ہے کہ:

''گورنمنٹ کالج لاہور کے پروفیسر خان محمد چاولہ اور پروفیسر رفیق محمد طلباء کو تدریس دیتے وقت کہتے ہیں کہ اگر سؤر کو گھر میں رکھ کر پالا جائے تو یہ حلال ہے، نماز صرف گناہگاروں پر فرض ہے متقی کو نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ دوزخ

جنت کا کوئی وجود نہیں بلکہ یہ صرف تخیلاتی ہیں''

پروفیسر شمس الدین کالج کے پرنسپل کے نام ایک اور درخواست میں پرنسپل پر بھی الزام لگایا ہے کہ انہوں نے انہیں انگریزی میں دھمکی دی ہے کہ "I will see you"۔ پرنسپل نے بھری میٹنگ میں کہا ہے کہ پروفیسر شمس الدین کو دیکھتے ہی گولی ماردی جائے'' (روزنامہ ''خبریں'' ملتان ۱۵، اپریل ۲۰۰۱ء)

پنجاب یونیورسٹی کے تحت اسلامیات اختیاری بی اے کے پرچہ میں قرآنی آیات نامکمل اور ادھوری لکھی گئیں طلباء کے مطابق سوال نمبر ۲ میں نامکمل قرآنی آیات کی نشاندہی کی گئی تو ایف سی کالج کے پرنسپل محمد اکرم نے جو کہ سنٹر میں ریذیڈنٹ انسپکٹر کی ڈیوٹی کر رہے تھے، طلباء کو ڈانٹ پلادی اور غصے میں کہا کہ ''ہم نے یہاں اسلامی مرکز قائم نہیں کر رکھا'' (روزنامہ ''خبریں'' ملتان ۔ ۲۵/اپریل ۲۰۰۱ء)

یہ ہے پاکستان کے سیکولر اور بے دین حکمرانوں، سیاست دانوں، دانشوروں، ادیبوں، شاعروں اور دانش گاہوں کے استادوں کا اور چھور، فکری ونظریاتی حرام کاری کے چند نمونے اور پاکستان کی نظریاتی حیثیت اور تشخص کو تبدیل کرنے کے خواہاں امریکی و برطانوی گماشتوں، یہود ونصاریٰ کے فکر و فلسفہ کے بدبودار جوہڑوں میں پلنے اور ٹرانے والے مینڈکوں اور ہوتو لولو، آکسفورڈ کے خارش زدہ باؤلوں اور فرزندانِ ناہموار کی بک بک جھک جھک۔

یہ بے بنیاد لوگ وہ ہیں جن کی تعداد پاکستان میں ۹۹ فیصد بنیاد پرستوں کے مقابلے میں ایک فیصد بھی نہیں۔ شورش مرحوم نے شاید ایسے لوگوں کو رات کے تاریک سناٹوں کی پیداوار قرار دیا تھا۔ قیام پاکستان کے وقت مسلمانوں نے نعرہ لگایا تھا....... ''پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ''۔ غور فرمایئے ہم ۵۳ برسوں میں کہاں سے کہاں پہنچے ہیں؟ سوال ہے کہ اب پاکستان کا مطلب کیا ہے؟

ہم علی وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ ان سب لوگوں کی بولی ٹھولی ایک ہے، یہ تمام طبقات دین دشمنی میں ایک ہیں اور ''الکفر ملۃ واحدہ'' کی نا قابل تردید مثال ہیں۔

پاکستان کی مسلم اکثریت ان شاء اللہ ان مٹھی بھر بے بنیادوں کو ملک کا نظریاتی تشخص ختم کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دے گی۔

ملک کی دینی قوتیں اپنی جانوں پر کھیل کر وطن عزیز کی حفاظت کریں گی۔ اور وطن کی نظریاتی شناخت اور اساس کی بقا کی خاطر کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گی۔ بے شک موجودہ حالات دینی قوتوں کیلئے مشکل ترین آزمائش ہیں لیکن ہم اللہ کی بارگاہ میں سرخرو ہوں گے۔ وہ وقت دور نہیں جب ان منہ زور اور بگٹٹ روشن خیالوں اور ترقی پسندوں کو نکیل ڈالی جائے گی۔ ہم پوری طرح حوصلے میں ہیں اور استقامت کے ساتھ بے دینوں کا مقابلہ کرنے کا عزم کرتے ہیں۔

سید یونس الحسنی

پہچان کی تلاش

ہماری سیاست، ادب، دانش، معاشرت، مذہبیت اور دیگر شعبۂ ہائے حیات مستعار ہمہ نوعی حمیت اور اس کی ذرہ برابر رمق سے بھی محرومی کا عکس جلی ہیں۔ بہت دنوں سے یہ صورت حال تھی لیکن ہفتۂ رفتہ میں منصۂ شہود پر آنیوالے بیانات جوزیب اخبارات ہوئے اپنی تندخوئی، تیزگامی، ترش روئی، تلخ نوائی، آوارہ خرامی اور کج روی کے باعث کسی کھلے راز کا قطب نما معلوم ہوتے ہیں۔ لگتا ہے ہماری سیاسیات مردہ، ادبیات کوڑھی، دانش وحکمت بانجھ، تہذیب ومعاشرت کالانعام بل ھم اضل مذہبیات منتشر اور دیگر ملحقاتِ زندگی اپنے عمومی حسن وکمال کے باب میں کلیتہً مفلس وقلاش ہیں۔ یہ لفظوں کا بے کار کھیل اور فضول مینا کاری ہرگز نہیں بلکہ لاہور میں منعقد ہونیوالی پنجابی کانفرنس، اسکا ایجنڈا اسکے شرکائے بے مرام، انکے احوالِ فاجعہ اور بگڑے ذہنوں کی گلکاریاں میری سوچ کی زبردست مؤید ومصدق ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

☆ پنجابی زبان ہماری شناخت ہے، مذہب کبھی پہچان نہیں بن سکتا۔ (راج ببّر)

☆ دھرتی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ (افضل حیدر)

☆ پاکستان تلاوتوں کیلئے نہیں، ترقیوں کے لئے بنا تھا۔ (حمید اختر)

☆ لیگی ہوون یا جماعتیے تے مولوی، پنجابی دے سب مخالفاں دے خلاف ہتھیار چکاں گے۔ (فخر زمان)

☆ جنگ وچ مرن والیاں تے فخر کرنا ٹھیک نئیں، اسی سرحداں نوں نئیں مندے۔ (عاصمہ جہانگیر)

''پنجابی اکال تخت'' کے ان ''پانچ پیاروں'' کی بولی ٹھولی تعجب خیز نہیں۔ قبل ازیں ایسے کئی واقعات رونما ہو چکے ہیں جن میں اس سورماؤں کی جرأت گفتار سے بعض گفتنی ونا گفتنی کیفیات نے جنم لیا جو چند روز کی تھوکا فضیحتی کے بعد اپنی موت آپ مرگئیں البتہ اس دفعہ کی دھما چوکڑی نے افق ذہن پر کچھ کھردرے سوالات بکھیرے ہیں مثلاً

۱۔ یہ الٹا راگ بار بار کیوں الاپا جارہا ہے؟

۲۔ اس کی علت وغایت کیا ہے؟

۳۔ اس سیاہ فکر کی آبیاری کون کن خطوط پر کررہا ہے اور کیوں؟

۴۔ لسانی تعصبات ابھار کر کونسے مفادات وفوائد کی توقعات کی جارہی ہیں؟

۵۔ کیا پہچان فطرت متعین کرتی ہے یا حالات کا مد وجذر اس کی تراش خراش کا سبب بنتا ہے؟

۶۔ ہمیں اب کس پہچان کی ضرورت ہے اور اس اڑن کھٹولے کی ہیت ترکیبی کیا ہے؟

۷۔ دینی نکتہ نگاہ سے زبانوں کی کیا حیثیت ہے؟

۸۔ کیا شہدائے وطن پر فخر کرنا غلط روی ہے؟

۹۔ مملکت کی جغرافیائی سرحدات کے منکر کس زمرے میں آتے ہیں؟

۱۰۔ کیا وطنِ عزیز کی نظریاتی اساس کا کوئی وجود ہے؟

۱۱۔ پنجابی زبان کے نام پر سجائی جانیوالی ''پرھیا'' نے کیا پیغام دیا ہے؟

۱۲۔ ایسی کانفرنسوں کی مضرت کس حد تک ہے؟

اس عالمی اکٹھ کے مندوبین کے نطق نے جو کچھ اگلا اور بذریعہ اخبارات جو کچھ سننے پڑھنے کو ملا اس سے صاف مترشح ہے کہ اکابر ملت کی اپنے خون سے رقم کردہ تاریخ بالفعل نادرست تھی۔ دو لاکھ کے لگ بھگ ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کی عصمتوں کی قربانی گویا تقسیم پنجاب کیلئے تھی اور یہ سب کچھ بہت غلط ہوا تھا۔ بقول ملک غلام نبی ''جو بولیاں آج تک سننے کو مل رہی ہیں اور جن فتنوں نے سر اٹھا رکھا ہے انہیں سمجھنے کی ضرورت ہے''۔

نکاتِ بالا فتنہ و فساد کی انہی آندھیوں کو سمجھنے کی ایک اپنی سی کوشش ہے کہ اس کے بغیر تاریخ وطن کا ایک اہم باب بے رنگ و بو رہیگا۔

یہ حقیقت نفس الامری ہے کہ مسلم انڈیا تاج برطانیہ کے زیر نگیں ہوا تو اس وقت بھی یہ ایک طویل و عریض کرۂ ارضی تھا جس میں کئی صوبے اور بہت سی چھوٹی بڑی ریاستیں تھیں۔ خلیج بنگال سے بحیرۂ عرب کے ساحل تک اور چٹا گانگ سے وادیٔ مہران تک لوگوں کی صورتِ حال یکسر مختلف، کئی بھاشائیں اور سب کے لہجے الگ الگ کئی قومیتیں اور ان کے علاقائی خدوخال علیحدہ علیحدہ مگر سب کی شناخت ایک تھی یعنی ''ہندوستانی'' یہ لوگ سندھی، بلوچی، پختون، پنجابی، بنگالی، تامل لکھنوی و دہلوی سب کچھ ہونے کے باوصف عالمی استعمار کے خلاف متحدہ طاقت کے ساتھ پنجہ آزما ہوتے رہے، قربانیاں دیتے رہے، اسارتیں ان کا مقدر ٹھہریں، عبور دریائے شور کی سزائیں بھگتیں، تختہ دار پر جھولے مگر اپنی شناخت ایک ہی رکھی کہ ہم ''ہندوستانی'' ہیں۔ یہ کوئی دور کی بات نہیں ماضی قریب کی تاریخ کا تابناک باب ہے۔ زبانیں اور لہجے مختلف ہونا جہد حریت میں کوئی رکاوٹ نہ بن سکا۔ حب وطن کا تقاضا یہی تھا کہ اس طرح کی ہوس ناکی سر نہ اٹھانے پائے اور ایسا ہی ہوا کہ ہندی یکجان رہے۔ اس عرصے میں فرنگی بھی اپنی شطرنج کے مہرے چلتا رہا۔ حتیٰ کہ اقوام ہند دانہ دانہ ہوکر بکھر گئیں۔ زبانوں علاقوں اور نسلوں کی عصبیت مکار گورے حکمرانوں کی پیدا کردہ ہے جو ان دنوں عالمی صیہونیت کے ساتھ مل کر دنیا پر حکمرانی کر رہے تھے۔ وثائق یہودیت (The Protocolls) نامی کتاب کے مندرجات اس کا بہترین اور انمٹ ثبوت ہے۔

''جس تہذیب و تمدن میں ہمیں کام کرنا ہے وہاں ہماری انتظامیہ کے گرد منتظمین، ناشرین، قانون دان، اور

سیاستدان ہوں گے۔ یہ خاص آدمی متعلقہ سماجی ڈھانچے کے اسرار ورموز سے بخوبی واقف ہوں گے بلکہ اس سے ایک قدم آگے ہوں گے وہ زبانوں سے واقف ہوں گے۔ غیر یہود میں اپنی ذات کی برتری کے تصور کو ابھار کر ہم ان کی خاندانی زندگی کو تہس نہس کردیں گے۔ ہم نے ان لوگوں کو قومیت کے چکر میں ڈال کر اپنی ذہنی برتری ثابت کردی ہے۔ ہمارا کام لوگوں کو مذہب سے متنفر کرنا اور ان میں علاقوں اور زبانوں کی عصبیت بھرنا ہے تاکہ ہم غیر یہود کو فناہ کرسکیں۔ یہ کام انہی علاقوں کے تعلیم یافتہ لوگ سیاستدان، صنعتکار، قانون دان، ادباء، صحافی، سرکاری ملازمین، اوران معاشروں کے ادنیٰ لوگ جنہیں آج کی اصطلاح میں ''فنکار'' کہا جاتا ہے۔ کرتے ہیں۔ کیونکہ یہی ذہین ترین لوگ ہیں جو ہمارے ارادوں کی تکمیل کے لئے غیر یہود کے ممالک میں انتشار پیدا کرتے ہیں۔ (مختلف وثائق کی تلخیص)

محولہ بالا کتاب وثائق یہودیت عالمی حاکمیت کے لئے تیار کردہ منصوبہ بندیوں کا مجموعہ ہے۔ یہ اندھی سازشوں اور خفیہ ریشہ دوانیوں کی ایسی مستند دستاویز ہے جو خود ان کے تحریری تذکار پر مشتمل ہے اس سے کسی کو مجالِ انکار نہیں ہوسکتی۔ اقوامِ عالم کے ہاتھوں سے اقتدار چھین لینے کی صدیوں پرانی تمنا لئے یہودیوں کے بڑوں نے اپنے طور پر جو طریقہ ہائے کار وضع کئے ہمارے اردگرد وہ ایک دام ہم رنگ زمین کی صورت بکھرے ہوئے ہیں۔ یہ جال نہیں بلکہ ایسا جانور ہے جسکی بے شمار ٹانگیں، ان گنت ہاتھ اور کئی منہ ہیں۔ عرب ممالک اور پاکستان اس جانور کا خاص الخاص نشانہ ہے۔ وہ حیلے بہانوں سے یہ لقمۂ تر ہضم کرنا چاہتا ہے۔ یہ کام جلد از جلد نمٹانے کے لئے اس نے پونم، پختون، بلوچی، سندھی اور اب عالمی پنجابی کانفرنس کا کھڑاک کیا ہے۔ سرکار دولت مدار منقار زیر پر ہے، ممتاز ادیبوں اور صحافیوں کو چھوٹا چھوٹا سانپ نہیں کوئی بڑا اژدہا سونگھ گیا ہے۔ کسی نے اس کے متعلق ایک حرف تک نہیں لکھا الفاظ کے کسی کھلاڑی نے اس کے سراپے کا تانا بانا نہیں بنا، طبقۂ علماء کی طرف سے چند ایک حضرات کا مضمحل سا ردِعمل سامنے آیا ہے۔ جسے پڑھنے والے گنتی کے ہوں گے۔

مذکورہ ''پانچ پیاروں'' میں ایک تو بلاتبصرہ چھوڑتا ہوں کہ وہ اِنڈین ہے اور ''فنکار'' بھی ہے۔ دوسرا قانون دان اور مخصوص حلقے کا نیا لبرل دانشور ہے۔ اچین چیت کہیں سے نکلا اور مسند دانش پر بالجبر آ براجا تیسرا مشہور'' کھبا'' جو ساحر لدھیانوی سے رشتۂ مودت گانٹھتا اور اس پر اتراتا ہے مکمل'' بے یقینا'' ہے۔ کسی کو کچھ نہیں مانتا سوائے اپنے تراشیدہ اوہام نظریات کے۔ چوتھا'' چار چپ چیزاں'' کا مصنف ہے کہ جس سے پنجابی زبان متعفن ہوگئی ہے۔ کمال کا آدمی ہے کہ جائیداد کی خاطر ایک عورت کو راہ سے ہٹوا تا دوسری سے شادی کرتا ہوا حقوقِ نسواں کے چیمپئن شپ کا ہیوی ویٹ بیٹھا ہے۔ آج کل اسے ماں بولی کی'' عصمت وعظمت'' کے مروڑ لگے ہوئے ہیں۔ پانچویں ایک انتہائی منہ پھٹ، اباحیت پسند قانون دان'' زنانی'' کہ جس نے ایک اچھے بھلے مسلم گھرانے میں جنم لیا، ہوش ایسا سنبھالا کہ اہلِ خانہ کے ہوش اڑا دیئے اور اب قوم کو حواس باختہ کرنے میں مگن ہے۔ اور اپنی مرضی سے جہانگیر نامی قادیانی آدمی سے بیاہ رچایا اور آئے دن

وہ شخص اس کا حدف ہوتا ہے جو وطنِ عزیز کے نظریاتی اساس پر اٹل یقین رکھتا ہو یا خود کو مذہبی سمجھتا ہو۔ آج کل انسانی حقوق تنظیم کے نام پر ڈرامے کر رہی ہے ''دستک'' نام کا ادارہ بنایا کہ نوجوان بچیوں کو ماں باپ سے مکمل بغاوت کا درس دے سکے۔ المختصر یہ کہ پانچویں بندگانِ ثقافت، کور چشمانِ کوچۂ سیاست اور تیرہ بختان قانون و ادبیات وصحافت وثائق یہودیت میں بیان کردہ اعوان وانصار کی ہو بہو ترت پھرت تصویریں ہیں۔

پنجابی زبان میں ''بلاڈ'' اور'' گلاوڑ'' مشہور اور بکثرت مستعمل الفاظ ہیں۔ اول الذکر کسی خطیب خوش مقال کی فصاحت وبلاغت کے پس منظر میں بولا جاتا ہے اور ثانی الذکر ژاژ خائی، ہرزہ سرائی، یاوہ گوئی کرنے والے کے لئے آتا ہے۔ پروٹوکولز کی یہ پانچوں مورتیں'' گلاوڑ'' ہیں۔ ان کی رام دہائی کا کوئی مقصد تو ضرور ہے جسکا کھلے بندوں اظہار کرنے سے وہ گریز پا ہیں اور فی الوقت اشاورں کنایوں سے اپنی بات کہہ رہے ہیں۔ تاہم ملی تاریخ وتحریکات کے رمز شناس بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔ ان کے تصرّفاتِ بصیرت وبصارت پر راز فاش کر دیتے ہیں عالمی پنجابی کانفرنس کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا کہ ان کا منصوبہ طشت از بام ہو گیا لوگوں نے دلوں میں زبردست چبھن محسوس کی کہ یہ اکٹھ ماں بولی کے نام پر گریڑ پنجاب'' کی تحریک چلائے ہوئے ہے جس کا انجام خاکم بدہن'' اکھنڈ ہندوستان'' ہوگا یہ منتظمین کانفرنس کے سوچنے کی بات تھی کہ جو رجحان پیدا کرنیکی کوشش کی جارہی ہے اس کا مدعا محض پنجابی زبان کا فروغ ہے یا اس کے پس پردہ کچھ اور عوامل کارفرما ہیں۔

جہاں تک لسانی صورتِ حال کا تعلق ہے مسلمانوں کا رویّہ اس سلسلے کی حیرت انگیز سچائیوں کا مرقع ہے وہ جب بھی کسی خطۂ ارض پر مقتدر ہوئے انہوں نے زبانوں کے قدرتی نشو کو روکنے کی بجائے پھلنے پھولنے کے مواقع فراہم کئے البتہ کسی ایک زبان کا بت نہیں پوجا وہ ہر زبان کو عطیۂ الٰہی سمجھ کر اس کی افادی حیثیت سے بھرپور کام لیتے رہے عربی زبان کو امت مسلمہ میں قدرتی تقدّس حاصل رہا مگر اس نے فتح ایران پر فارسی ختم نہیں کی بلکہ اسے اپنی دوسری علمی، ادبی ثقافتی زبان کا درجہ دے دیا برصغیر میں آمد اسلام کے بعد ہمارے علماء صلحاء مجاہدین اور حاکمین نے کسی بھی عوامی بھاشا کا گلا نہیں گھونٹا ہر خطے کی اپنی زبان اور اپنا منفرد لہجہ ہوتا ہے جن میں ڈوب کر لوگ محبتوں کے نغمے گنگناتے ہیں مائیں اپنے بچوں اور بہنیں اپنے ویروں کو میٹھی لوریاں دیتی ہیں ہر خطّے کے عوام اپنی بولی سے مانوس ہوتے اور اسے پیار کرتے ہیں اسلام دینِ فطرت ہے وہ نوع انسانی کو محبت، مؤدت، اخوت کا پیغام دیتا ہے صالحین امت نے پیغام ربانی ہر خطے کی مٹھڑی زبان کے توسّل سے لوگوں کو سنایا اور وہ اس کی تاثیر میں ڈوب ڈوب گئے مسلمانوں کی تاریخ شاہد ہے کہ علاقائی زبانوں کے نکھار سنوار کیلئے وہ اقوامِ دیگر کے بالمقابل حد درجہ مشفق ومہربان اور محرمانِ راز ثابت ہوئے جبکہ:

☆ فرنگیوں نے ہندوستان پر قبضے کے بعد فارسی، عربی کو دیس نکالا دے کر ہر سطح پر انگریزی کا بالجبر احیاء کیا

☆ تاج برطانیہ کے سائے میں ہندو قوم پرستی کی لہر اٹھی جس نے مسلم عہد کے باقیات کا تیاپانچہ کر کے ویدک عہد کے احیاء کا پرچم بلند کیا۔اردو دشمنی کی انتہا تھی کہ ایک نام نہاد مصنوعی ناگری رسم الخط اپنا کر ہندی کے نفاذ کا مطالبہ کر ڈالا جس میں وہ آقایانِ ولی نعمت کی کرم فرمائی سے کامیاب ہوئی۔

☆ ۱۸۶۷ء میں بنارس سے اٹھنے والی ہندی لہر نے وہ تناؤ پیدا کیا اور ایسے ایسے تنازع ابھارے کہ علاقائی زبانوں کا کوئی پرسانِ حال نہ رہا اور ان کے وجود کو بہت سے خطرات لاحق ہو گئے۔

یہ تاریخی حقائق ہیں جنکی تردید ناممکن ہے ہوسکتا ہے کوئی سوچے کہ انیسویں صدی کی راگنی چھیڑ بیٹھا ہے میرا ایمان ہے کہ جس قوم کے دانشور ماضی سے دستکش ہو جائیں اس کا حال دھندلا اور مستقبل تاریک تر ہو جایا کرتا ہے اسکی آزادی، حرمت، عزت اور استقلال سبھی کچھ تـلـك الایـام نـداولهـا کا نخچیر بن کر مفقود الخبر ہو جاتے ہیں۔ماضی سے اغماض قول و عمل میں تضاد پیدا کر دیتا ہے یہی اضدادی رویہ ملل سابقہ کو لے ڈوبا تھا لیکن مسلمانوں نے علاقائی زبانوں کے ساتھ اپنی محبت و رأفت کا مشرب و مسلک اپنائے رکھا انہیں کسی خطے میں زبانوں کا مسئلہ کبھی پیچیدگی کے عفریت کی صورت پیش نہیں آیا۔لسانی عصبیت کا وجود تک نہ تھا اسلامیوں کے اس تاریخ ساز روّیے کا انتہائی بلیغ اظہار اقبال کے شعر میں دیکھیے۔ ؎

ترکی　بھی　شیریں،　تازی　بھی　شیریں
حرفِ　محبت　ترکی　نہ　تازی

دلدادگانِ پنجابیت نے ''اردو'' کے خلاف خوب بھڑاس نکالی اسے دبے لفظوں غاصب قرار دیا اور پنجابی کو اپنی شناخت ستم بالائے ستم یہ کہ مشرقی پنجاب کے ''سردار جی'' صاحبان بھی اس فارمولے پر متفق ہیں ان سے پوچھا جائے کہ بٹوارے کے وقت تم لوگوں نے اس پہچان کا خون کیوں کیا؟ یادرکھو جس سرحد کو تم مٹانا چاہتے ہو یہ لکیر خود تمہارے ہاتھوں ذبح ہونیوالی باہمی شناخت کے پہلے لہو سے کھینچی گئی تھی اگر یہی پہچان تھی تو اس دھرتی کی لاکھوں عفت مآب بیٹیوں کی عصمتوں کے آبگینے کیوں توڑے گئے۔ان کے جسموں کے اعضاء کو گاجر مولی کیوں سمجھا گیا؟ معصوم بچوں کو نیزوں پر کیوں اچھالا گیا؟ اسی دھرتی سے جنم لینے والے جوانوں اور بوڑھوں کو چارے کی طرح کیوں کاٹا گیا؟ کیا یکساں شناخت کا یہی مطلب ہوتا ہے؟ کیا اکٹھی پہچان کا یہی شاخسانہ ہوتا ہے؟ کیا اسی کا نام محبت ہے؟ کیا ہم اس مشترکہ پہچان والی دھرتی پر تڑپتے بے گور و کفن لاشے بھول جائیں اور کسبیوں کی طرح بالکل بے شرم ہو کر تمہارے ساتھ بھنگڑہ ڈالیں؟ یہ ''اکال تخت''، رامائن اور پروٹوکولز کے ''لے پالکوں'' کو مبارک ہو، ہم فقیر اس بوجھ کے متحمل ہیں نہ ہو سکتے ہیں۔

سب جانتے ہیں انگریزی غیر ملکی زبان تھی استعماری دور میں اسے عمداً رواج اور عروج دیا گیا گھٹن کی فضا میں بر

گھڑی نحوست کا کاگ کوکتا اور غلامی کا راگ گاتا تھا سطوت افرنگ کو للکارنے کی رسیا قوم ۱۸۵۷ء کے زخم چاٹ رہی تھی مگر بلند حوصلگی اس کی حریت پسندی کو قائم رکھے ہوئے تھی صوبائی و ریاستی زبانیں موجود تھیں جو لمحہ بدلتے تقاضوں سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتی تھیں اہلِ وطن کو ایک ایسی زبان کی ضرورت تھی جو ہر علاقے میں رابطے کا کام دے سکے اردو نے انہی قدرتی حالات میں ملک گیر زبان کے طور پر نشو و نما پائی اور ایسے شہرۂ آفاق بے مثل خطباء کے ظہور کا سبب بنی کہ جن کی شعلہ نوائی نے تختِ افرنگ کا تختہ کر دیا۔ مولانا ابوالکلام آزاد، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد علی جوہر، مولانا ظفر علی خان، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، نواب بہادر یار جنگ، مولانا محمد گل شیر شہیدؒ، آغا شورش کاشمیری، شیخ حسام الدینؒ وغیرھم کی نظیر پیش کرنے سے تاریخ عاجز ہے اسی رابطہ زبان کے زور پر راس کماری سے خیبر تک ان دلبستگانِ حریت نے اپنے نطق کی آتش فشانی سے وہ فسوں پھونکا کہ اقوام ہند کا سارا خوف غلامی ہوا ہو گیا شعراء نے اپنی کلکِ گوہر بار سے الفاظ کی وہ پھول کلیاں کھلائیں کہ انکی مہکاروں سے سرمست و سرشار ہو کر لوگ لیلائے حریت کے قدموں میں جانوں کے نذرانے پیش کرنے لگے لشکری زبان کا جادو ایسا سر چڑھ کر بول رہا تھا اسکے سامنے کسی اور زبان کا چراغ نہ جل سکا۔

قیام پاکستان کے بعد بھی مختلف علاقائی، ریاستی، صوبائی زبانیں پورے طمطراق کے ساتھ موجود تھیں ان کی اپنی حلقہ وار حیثیت بھی مسلم تھی کچھ تو خاصی ترقی یافتہ اور شعر و ادب کے لحاظ سے بڑے ذخیروں سے مالا مال تھیں مگر انکی اثر آفرینی بوجوہ اپنی علاقائی حدود میں مقید تھی۔ یہ ملک گیر رابطے کا مقصد پورا کرنے میں ناکام تھیں۔ پنجابی زبان بھی انہی میں سے ایک تھی۔ اردو نے انہیں ختم نہیں کیا۔ انکی حق تلفی نہیں کی بلکہ بعض فطرتی حالات نے اسے موقع فراہم کیا اور وہ قومی رابطہ زبان کے مقام تک پہنچ گئی۔ آل انڈیا مسلم لیگ نے تحریک پاکستان کے دوران اسے اپنی قومی زبان قرار دیا اور عامۃ الناس نے اسے شرف قبولیت بخشا۔

راقم بجا طور پر سمجھتا ہے کہ وطن عزیز علاقائی زبانوں کی کارکردگی کے لحاظ سے درجہ بندی بہرحال ضروری ہے تعلیمی منصوبوں میں انکی ترقی کے لئے زیادہ سے زیادہ گنجائش رکھنی چاہئیے تاکہ ان میں موجود تہذیبی حسن کی اشاعت ہو سکے۔ یہ کام کرتے وقت ہمیں اس امر کا پورا لحاظ رکھنا ہوگا کہ ہم ایک وحدت ہیں جو مشترک کلچر سے مزین ہے، اس اشتراک کو زک نہ پہنچے مگر اس پراجیکٹ کی تکمیل حسن نیت اور حسن عمل کے عظیم امتزاج ہی سے ممکن ہو سکے گی۔

''پنجابی پنتھ'' کے پریمیوں کا کہنا ہے کہ ''مذہب کسی بھی کلیے قاعدے کے تحت پہچان یا شناخت بننے کی شرائط پوری نہیں کرتا صرف زبان ہی دھرتی کی مکمل شناخت ہوتی ہے یہ سراپا محبت ہوتی ہے اور اس میں نفرتوں کا گذر نہیں'' راقم اس طرزِ تفکر کو بمالہ صفت حقائق کا منہ چڑانے کے مترادف سمجھتا ہے کوئی بھی سلیم العقل شخص اس نکتۂ زیرِ بحث پر تھوڑا سا غور کرکے تو واضح ہو جائیگا کہ انسانی معاشرت کئی شناختوں پر مشتمل ہے مثلاً۔

☆ قبائل وشعوب کی شناخت ☆ علاقائی بنیاد پر پہچان

☆ شعبہ جاتی شناختیں ☆ انفرادی ناموں کی شناخت

☆ بہت سی علاقائی اکائیوں پر مشتمل متحدہ شناخت ☆ تمام شناختی اکائیوں کی متفقہ یا اکثریتی شناخت

زبان انہی اکائیوں میں ساتویں ہے۔ یہ کسی کل کا ایک لازمی جزو ہے۔ دائمی سچائی ہے کہ کوئی بھی جز وکل کا درجہ نہیں لے سکتا وہ اس کا ہمسر ہو سکتا ہے نہ قائم مقام۔ یہ ساری شناختیں تمدنِ انسانی کے گلاب کی دل نشین کلیاں ہیں یہ اپنی اپنی مہکاروں سے کاروبار زیست میں نکھار پیدا کئے ہوئے ہیں انکا احترام بہرطور لازم ہے ان میں سے کسی ایک کو کل کی حیثیت سے اختیار کرنا فطرت سے جنگ کا پیش خیمہ ہوتا ہے جس کا منطقی نتیجہ ہمہ گیر تباہی کے سوا کچھ نہیں اصولی بات یہ ہے کہ بہت سی علاقائی اکائیاں اپنی تمام تر جدا جدا کیفیات کے علی الرغم مخصوص نکات پر اتفاق کر کے کوئی متحدہ شناخت اختیار کریں تو اسے قوم کا نام دیا جائیگا جیسے ریاست ہائے متحدہ امریکہ ہر ریاست کی اپنی زبان الگ، تہذیب جدا، موجودہ انگریزی زبان کو اپنا رابطہ زبان بنایا اور امریکی قوم کے نام سے ان کی پہچان ہوئی۔ خود بھارت کو دیکھ لیجئے کئی ریاستوں اور بھاشاؤں کا دیس ہے مگر پوری دنیا میں اسکی ایک ہی شناخت ہے ''بھارت''

انسانی معاشرے کی تمام شناختی اکائیاں اگر کوئی متفقہ یا اکثریتی شناخت قائم کرنا چاہیں تو انہیں عملاً اسی ایک الہامی نظریے کو اپنانا ہوگا اس مقصد کیلئے انہیں بسا اوقات جغرافیائی وحدت کی ضرورت بھی پڑ سکتی ہے بالعموم ایسا نہیں یہ کیفیت مذہبی شناخت کہلاتی ہے نصف سے زیادہ کرۂ ارضی پر پھیلی ہوئی جغرافیائی اکائیاں عیسائی ریاستیں کہلاتی ہیں دوسرے نمبر پر مسلم ممالک تیسرے درجہ پر بدھ اور ہندومت کے ممالک عہد حاضر میں یہی شناخت سب سے بڑھ کر ہے آج تک زبان کے نام پر کوئی مملکت وجود میں نہیں آئی البتہ مذہب کے حوالے سے کئی نئی ریاستیں وجود پذیر ہوئیں ماضی قریب میں یہودی ریاست اسرائیل، اور اسلامی جمہوریہ پاکستان اس کی بہترین مثالیں ہیں الگ الگ زبانیں رکھنے کے باوجود ہندی مسلمانوں نے نعرہ لگایا ''مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ'' پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ اسی نام پر وہ قربان ہوئے علاقائی اکائیوں کو پاؤں کی ٹھوکر پہ رکھا مذہب کی بے پناہ محبت کیلئے تختِ دار پر جھولے، تہ تیغ ہوئے خاک وخون میں تڑپے یہ سب کسی الٹی سیدھی آڑھی ترچھی زبان یا روٹی کپڑے کیلئے نہیں ہوا تھا۔ یہ تو اپنی حقیقی، سچی اور کھری شناخت بچانے اور اسے از سر نو وقار کے ساتھ قائم کرنے کیلئے برداشت کیا گیا تھا یہی ہماری پہلی اور آخری پہچان ہے۔

پنجابی ''پربندھک کمیٹی'' کی رکن اور اس پنتھ'' کی زبان دراز ''بجارن'' نے سرحدوں کو تسلیم کرنے سے کاملاً انکار کیا ہے قبل ازیں وہ پانچ دفعہ یہی الفاظ کہہ سنا چکی ہے، کہ کسی نے اسے روکا ٹوکا نہ ہوڑا ہٹکا۔ وہ راندۂ درگاہ ہے اور اس کے خیالات برے طور پر پامال شدہ۔ شریف گھرانوں کی ''عزتیں'' سرِ عام نیلام کرنا اس کی وکالت کا نکتۂ عروج ہے

۔ بھارت یاترا کے دوران ایسے ایسے گل کھلا چکی ہے کہ الفاظ اس کی لحاتی اکھاڑ پچھاڑ کا احاطہ کرنے سے قاصر ہیں۔ وہ وطن دشمن گروہ کی پروردہ ہے ''جس کا کھائے اسی کا گائے'' کے مصداق اپنے سرپرستوں کی نمک حلالی میں فرق نہیں آنے دیتی'' کیوں نہ ہو آخر کو ان کی بہو جو ٹھہری ''غیرت'' کے نام سے سخت خوفزدہ اور ''بے غیرتی'' کی حد درجہ رسیا ہے۔ اپنے سسرالیوں کی ادھوری بات کی تکمیل کو حرزِ جاں بنائے ہوئے ہے۔

یادش بخیر! جب ہندوستان کے بٹوارے کا فیصلہ ہوا تو مرزا غلام قادیانی کے پسرِ ناہموار خلیفۂ نابکار مرزا بشیر الدین محمود نے قادیان میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا ۔

''ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہو جائیں گے۔'' (روزنامہ الفضل قادیان 17 مئی 1947ء)

قیامِ پاکستان کے بعد سرگودھا کے نزدیک دریائے چناب کے کنارے ''چک ڈھگیاں'' نامی بستی کو اپنا مرکز بنا کر مرزائیوں نے اس کا نام ربوہ رکھ دیا۔ اب مسلمانوں نے سخت ترین جدوجہد کے بعد اس کا نام تبدیل کرایا اور اسے ''چناب نگر'' کی شناخت دی ہے۔ یہاں مرزا غلام قادیانی کی بیگم نصرت جہاں اور مرزا بشیر الدین کی بیوی مدفون ہیں۔ وہاں ایک بورڈ لگوایا گیا جس پر لکھا تھا ۔''ارشاد حضرت خلیفہ المسیح ثانی''

''جماعت کو نصیحت ہے کہ جب بھی ان کو توفیق ملے حضرت ام المؤمنین (مرزا قادیانی کی بیوی) میرے اہل بیت (مرزا کے گھر والے) کی لاشوں کو مقبرۂ بہشتی قادیان میں لے جا کر دفن کریں۔ چونکہ مقبرۂ بہشتی کا قیام اللہ تعالیٰ کے الہام سے ہوا ہے۔ اس میں حضرت ام المؤمنین اور خاندان حضرت مسیح موعود کے دفن کرنے کی پیش گوئی ہے۔ اس لئے یہ بات فرض کے طور پر ہے، جماعت کو اسے کبھی نہیں بھولنا چاہیے۔'' (ثبوت حاضر ہیں۔ از محمد متین خالد ص48 - 874)

قادیانیوں نے انہی احکامات کے تحت اپنے تئیں منظم کیا اور ہر طرح کا رسوخ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ میں یہ بات درج ہے کہ جنرل یحییٰ جب مجیب الرحمٰن سے بات چیت کے لئے ڈھاکہ گئے تو مرزا قادیانی کا پوتا ایم ایم احمد ان کے ہمراہ تھا۔ مشرقی پاکستان میں اس کی سرگرمیاں انتہائی پراسرار تھیں حتیٰ کہ مجیب کے شدید اعتراض کی وجہ سے اسے واپس بھیج دیا گیا۔ اس نے اربابِ حکومت کو اس بات پر قائل کر لیا تھا کہ مشرقی پاکستان کے جدا ہونے سے مغربی پاکستان کی تمام مشکلات دور ہو جائیں گی پس یہ علیحدگی ضروری ہے۔ جنرل اختر ملک نے ضد کر کے 1961 کی جنگ شروع کرائی۔ 1971 میں جنرل اختر کے چھوٹے بھائی جنرل عبدالعلی ملک نے پوری تحصیل شکر گڑھ بغیر کسی مزاحمت کے انڈین آرمی کے حوالے کر دی تھی۔ یہ ریکارڈ کی باتیں ہیں۔ ان سب کارندوں نے پاکستان کی سلامتی اور دفاع کی اپنی صلاحیتوں کا مرکز و محور کبھی نہیں بنایا بلکہ اپنے پیشوا کے الہامات کی تکمیل کے لئے وقتاً فوقتاً نامشکور سعی کرتے رہے۔

نئے زمانے میں اب نیا ہتھیار آزمایا جا رہا ہے کہ ''گریٹر پنجاب'' کا ڈول ڈالا جائے جس کے لئے سردست زبان کی بنیاد پر اکٹھ کی باتیں اور سرحدوں سے انکار کر کے خونِ شہیدانِ وطن کے وارثوں کی غیرت کو آزمایا جائے۔ سندھی اور مہاجر میں سر پٹھولی کرا کے اردو کو رسوا کیا جائے۔ بلوچوں اور سرحدوں کو ''سندھی راگ'' میں سنگیت کرنے کی تلقین کی جائے اور لفظی توپوں کا رخ غیر محسوس طریقے سے اہلِ پنجاب کی طرف موڑ دیا جائے۔ گذشتہ ادوار میں ''جاگ پنجابی جاگ تیری پگ نوں لگ گیا داغ''، قسم کے اخباری اشتہارات اسی سازش کا شاخسانہ تھے۔ چونکہ یہ ملک مذہب کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا۔ اسلئے آج کل ضروری سمجھا گیا کہ اس کی مذہبی شناخت کو مشکوک کر دی جائے۔ زبان کی عصبیت پیدا کر کے ایک جزوِ ترکیبی کو درجہ کل دے دیا جائے۔ راقم کے نزدیک یہ بھی ارتداد ہی کی ایک گھناؤنی قسم ہے اور اس کی سزا بالا جماع موت ہے۔ اربابِ اختیار ان پنجابی ''باگڑ بلوں'' کا سختی سے محاسبہ کریں جو حیلے بہانوں سے وطن عزیز کی شکست و ریخت (خاکم بدہن) کو اپنی کامیابی کے لئے لازم خیال کرتے ہیں۔ ہم ''بہروپیوں'' کو قابلِ مخاطبت ہی نہیں سمجھتے البتہ کانفرنس کے انعقاد کی اجازت دینے پر شدید احتجاج کرتے ہیں۔

حضرت منشی رحمت علی جالندھری

رحمتہ اللہ علیہ

(۱۸۸۱ء......۱۹۳۲ء)

خلیفہ مجاز حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ

کے سوانح حیات کے حوالہ سے پہلی بار کتابی صورت میں ایک بھرپور مقالہ کی اشاعت کے لئے محنت ہو رہی ہے۔ جن جن حضرات کی دسترس میں یا ان کے علم میں حضرت کے حوالہ سے کوئی سا مواد ہو، ان سے التماس ہے کہ اس سلسلے میں مرتب و مؤلف کی رہنمائی اور سرپرستی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

محمد ضیاء الحسن۔ علی ٹاؤن 223/A چیچا وطنی (ضلع ساہیوال)

محمد عمر فاروق

خلافت و ملوکیت

(جناب غلام اکبر کی خدمت میں چند گزارشات)

روزنامہ ''الاخبار'' راولپنڈی میں جناب غلام اکبر کا کالم بعنوان ''عمر و علی (رضی اللہ عنہم) کا دین کہاں گیا'' نظر سے گزرا۔ موصوف نے خلیفۂ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے یومِ شہادت کے موقع پر ایک منعقدہ اجتماع میں مدعو چند وفاقی وزراء کی عدم شرکت پر گہرے افسوس کا اظہار کیا جو یقیناً ہم سب کے دل کی آواز ہے۔ ضمناً انہوں نے چند متشدد مذہبی گروہوں کا ذکر کرتے ہوئے اپنے کالم کا اختتام اس فقرے پر کیا ہے۔ جو کہ محل نظر ہے۔ ''کاش کہ رسولِ عربی ﷺ کا دین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ملوکیت کو فروغ دینے والوں کے ہتھے نہ چڑھتا''

اے کاش کہ جناب غلام اکبر یہ فقرہ لکھتے وقت ہزار بار سوچتے اور پھر اس کی خوفناکی اور سنگینی کا اندازہ کر سکتے کہ ان کے اس فقرے سے کیا افسوس ناک نتائج مرتب ہوں گے اس وقت موصوف شاید یہ اندازہ کر سکے ہوں کہ ان کے قلم کی بے باکی اسلام کی جلیل القدر شخصیات کی عفت مآبی کو داغدار کرنے کی جسارت کر چکی ہے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد آنے والی معزز شخصیات کی روحیں ان کے اس نوکیلے فقرے کی کاٹ سے تڑپ رہی ہوں گی۔ اسلام کے یہ فرزندانِ محترم جنہیں ان کے قلم کی نوک نے لہولہان کر ڈالا ہے۔ یہ مختصر تحریر ان کے ان زخموں کا مداوا نہیں ہو سکتی۔

محترم غلام اکبر اگر تھوڑا سا بھی سوچنے کی زحمت گوارا کرتے تو ان کو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد کے دور کو ملوک، بادشاہوں اور امراء کے اسلام کا حامل قرار نہ دیتے۔ کیا یہ تاریخی حقیقت نہیں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے فرزند محترم سید حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سریر آراء خلافت ہوئے اور چھ ماہ تک خلافت کے مقدس منصب پر فائز رہے۔؟ تو کیا آپ کے پیمانے کے مطابق سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کو بھی (نعوذ باللہ) ملوکیت کو فروغ دینے والی اور ملوکوں، بادشاہوں اور امراء کے اسلام پر مبنی حکومت کہا جائے؟ ہرگز نہیں ہم گناہگاروں کا ایمان تو اس سے سراسر انکاری ہے۔ تو کیا سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کو آپ کے عطاء کردہ القابات کا مصداق قرار دے کر خود کو جہنم کا ایندھن بنایا جائے؟ جن کے متعلق مخبر صادق ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''معاویہ رضی اللہ عنہ ہادی (ہدایت دینے والے) اور مہدی (ہدایت یافتہ) ہیں'' جس شخصیت کو زبانِ رسالت ہدایت یافتہ اور

ہدایت دینے والی کہے۔ آج کا کوئی سا بھی فرد انہیں ہدایت دینے سے ہٹا ہوا کہے تو اپنے ایمان کی خیر منائے۔ حدیث نبوی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ’’اے معاویہ رضی اللہ عنہ اگر اللہ تجھے حکومت دے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل اختیار کرنا‘‘ اسی حدیث کے پیشِ نظر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ’’مجھے اسی دن سے حکومت ملنے کا یقین ہو گیا تھا کہ جس دن سے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد میرے کانوں میں پڑا تھا‘‘ اگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت بقول جناب غلام اکبر کے ملوکیت کا عہد تھا تو اس حدیث کو جھٹلا کر وہ کس بنیاد پر اپنے خود ساختہ دلائل کی عمارت کھڑی کرنا چاہتے ہیں۔ ایک طرف حدیثِ مبارکہ ہے اور دوسری طرف آپ کا مؤقف!

ناطقہ سر بگریباں ہے، اسے کیا کہیے

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت منتقل کرنے والے خود سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔ جنہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دستِ حق پرست پر برضا و رغبت بیعت کر کے منصبِ امارت و خلافت ان کے سپرد کیا اور برسرِ عام اس کا اعلان فرمایا۔

’’مسلمانو! میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی ہے۔ اور ان کو اپنا امیر و خلیفہ تسلیم کر لیا ہے اگر امارت و خلافت ان کا حق تھا تو ان کو پہنچ گیا........ اور اگر یہ میرا حق تھا تو میں نے ان کو بخش دیا‘‘ (تاریخ اسلام۔ اکبر شاہ نجیب آبادی۔)

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی منتقلی خلافت کے بعد ان تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے بھی جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت و خلافت کو تسلیم کرتے ہوئے ان کی بیعت کر لی۔ اس طرح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماعِ امت ہو گیا۔ اور اس مبارک عمل کی وجہ سے اس سال کو ’’عام الجماعۃ‘‘ کہا گیا کہ جب تمام امتِ محمدیہ پھر سے ایک مرکز پر متحد ہو گئی۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی بصیرت و دانش مندی سے امت افتراق و انتشار سے بچ کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہو گئی۔ اس پاک عہد کو جسے خاتم المعصومین ﷺ نے خیر القرون کا دور فرمایا ہے۔ اگر اس دور میں خلافت کی بجائے ملوکیت مانی جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام جیسا تا قیامت قائم رہنے والا مضبوط ترین دین اپنی ابتدائی چار دہائیوں میں اپنی تاثیر کھو بیٹھا تھا۔ اور جب ملوکیت کے بعد اسلام برقرار نہ رہا تو آج میں اور آپ کون سے اسلام کے مدعی اور پیرو ہیں۔؟

جب بعض حضرات کے نزدیک بہت بعد میں آنے والے غیر صحابی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا دورِ حکومت خلافتِ راشدہ میں شامل ہے تو کاتبِ وحی، برادرِ نسبتیٔ رسول اور صحابیٔ رسول سیدنا معاویہ سلام اللہ علیہ کی خلافت کو

خلافتِ راشدہ میں شامل نہ انصاف کو خون کرنے کے مترادف نہیں ہے؟ موجودہ عہد کے تعیش پسند ملوک زادوں اور سر پاؤں تک دنیا کی آلائشوں میں ڈوبے ہوئے بد بخت حکمرانوں اور آمریت پسندوں سے صحابیٔ رسول ﷺ کے دورِ خلافتِ پناہ کو تشبیہ دینا ہی سراسر منصبِ صحابیت کو مجروح کرنا ہے۔ محترم غلام اکبر! آپ کا قلم اپنی روانی میں صحابیٔ رسول کی عظمت و کردار (غیر شعوری طور پر ہی سہی) داغدار کرنے کا باعث بنا ہے۔ اپنی اس غلطی پر اللہ سے معافی مانگیے اور اپنے لاتعداد مسلمان بھائیوں سے معذرت کر کے ان کے دکھی دلوں پر ہمدردی کا پھاہا رکھیے۔

جناب غلام اکبر! آپ جیسے منجھے ہوئے صحافی اور محبِ وطن دانش ور سے میں امید کرتا ہوں کہ آپ آئندہ منصبِ صحابیت کو موضوع بناتے وقت اس بات کو ضرور ملحوظ رکھیں گے کہ صحابہ کرام وہ عظیم ہستیاں ہیں۔ جن کو زندگی میں جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ قرآن مجید میں کسی ایک صحابی کو مغفرت و انعام کی بجائے اللہ کا تمام صحابہ رضی اللہ عنہما سے حسنِ سلوک کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ جب کہ ہادیٔ برحق ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ ''میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے معاملے میں اللہ سے ڈرو.... پھر فرمایا گیا کہ ''میرے تمام صحابہ کی مثال ستاروں کی سی ہے۔ جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے''۔ ان قرآن و حدیث کے فیصلوں کی روشنی میں کسی بھی صحابی کے دورِ خلافت کو دنیا دارانہ ملوکیت یا بادشاہوں اور امیروں کا اسلام کہنا سراسر ناانصافی اور ظلم ٹھہرے گا۔ کسی ایک بھی صحابی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے کسی بھی حکم سے سرِ مو سرتابی کا ارتکاب نہیں کیا۔ بلکہ ان کی ہر ہر ادا کو محفوظ کر کے انہیں قیامت تک محفوظ کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نبوت کے گواہ ہیں۔ ان پر شک شبہ کرنے سے نبوت پر اعتماد ہی (معاذ اللہ) معرضِ خطر میں پڑ جاتا ہے۔ کوئی ایسا صحابی رضی اللہ عنہ نہیں ہے۔ جس نے اسلامی شورائی نظام سے روگردانی کر کے قیصر و کسریٰ کے نظامِ حکومت کو قبول کیا ہو۔ آج کے اس گئے گزرے دور میں آپ کو ملوکیت والا اسلام کسی صورت میں برداشت نہیں ہے۔ تو وہ جنت مقام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہ جن کی تربیت رسول اللہ ﷺ نے خود کی تھی، وہ اسلام کے منافی کسی نظام کو کیونکر قبول یا اختیار کر سکتے تھے؟

میں اپنی گزارشات کو سمیٹتے ہوئے پھر عرض کروں گا کہ اگر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد کے زمانہ کو ملوکیت کہہ دیا جائے تو پھر لامحالہ اس کا اعتراض سیدنا حسن سلام اللہ علیہ کی ذات والا صفات پر آئے گا۔ کہ جنہوں نے ''سب کچھ'' دیکھتے ہوئے خلافت، ملوکیت کے حوالے کر دی۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہ تھا بلکہ خلافت اپنی اصلی حالت میں برقرار رہی اور اسلام کی روشن کرنیں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں دنیا کے تین برِ اعظموں تک پہنچیں۔ بخدا ایسی ہی جنت بداماں شخصیات اسلام اور مسلمانوں کی محسن ہیں جن اسلام فخر کرتا ہے۔ اور امتِ مسلمہ جن پر نازاں ہے۔

محمد طاہر عبدالرزاق

ہم کہاں کھڑے ہیں

مورخ کا قلم تاریخ لکھ رہا ہے.........

بوڑھا آسمان اپنی تجربہ کار آنکھوں سے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا ہے.........

زمین گوش برآواز ہے.........

فرشتے جنت کے دریچوں سے....... گواہی دینے کے لئے...... یہ سارے مناظر اپنے ذہن کی لائبریری میں محفوظ کر رہے ہیں.........

دنیا کے میدان میں دو گروہوں میں ایک تاریخی معرکہ لڑا جا رہا ہے.........

ایک گروہ سانپ سے زیادہ زہریلی زبانیں نکالے...... منہ سے کفر کے شعلے اگلتا...... ہذیان بکتا..... تاج و تختِ ختمِ نبوت پر حملہ آور ہے.........

یہ قادیانیوں کا گروہ ہے.........

یہ لومرزا قادیانی کے امتی ہیں.........

دوسرا گروہ اپنی جانیں ہتھیلی پہ رکھے..... ان کا راستہ رو کے کھڑا ہے.......

ان سے پنجہ آزمائی کر رہا ہے......... ان سے برسرِ پیکار ہے.........

ان سے گتھم گتھا ہے.........

یہ گروہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جاںنثاروں کا گروہ ہے.........

یہ لوگ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں.........

لیکن دنیا کے میدان میں لڑے جانے والے اس معرکہ کو دیکھنے والے کروڑوں تماشائی بھی ہیں.........

یہ تماشائی کون ہیں؟

یہ کس کے امتی ہیں؟

یہ کس کا کلمہ پڑھتے ہیں؟ .... کل قیامت کے دن یہ لوگ کس کے ساتھ اٹھائے جائیں گے؟

کل یہ کس سے شفاعت کا سوال کریں گے؟......... کل یہ کس سے جام کوثر مانگیں گے؟

کل یہ لوگ جب رسول اللہ ﷺ سے جام کوثر مانگیں گے.........

شفاعت کا سوال کریں گے......... تو.........

اگر وہاں پر ساقی کوثر، شافع محشر ﷺ نے ان سے کہہ دیا........ کل جب دنیا میں میرے تاج وتخت ختم نبوت پر حملہ ہوا تھا......... تو تم فقط تماشائی تھے.........

اگر تمہارے ساتھ میرا تعلق ہوتا......... تو تم میرے جانثاروں کے ساتھ ہوتے......... میرے تاج وتخت ختم نبوت کی حفاظت کرتے......... لیکن تم تو صرف تماشائی تھے.........

جاؤ......... اب جاکے جہنم میں......... تماشا.........بن جاؤ.........

ہائے لوگو! اس وقت کیا حال ہوگا......... اس وقت کتنی قیامتیں ٹوٹ پڑیں گی.........

اس وقت کتنے آسمان سروں پہ گریں گے......... لوگو آؤ! جلدی سے خود کو پرکھیں.........

کہیں میں تماشائی تو نہیں؟ .... کہیں آپ تماشائی تو نہیں؟

لوگو! موت خاموش قدموں کے ساتھ .... ہاتھوں میں تلوار لئے......... برق رفتاری سے ہماری جانب لپکی آ رہی ہے......... اور وہ عنقریب اپنی تلوار سے ہماری رگِ حیات کاٹ دے گی......... اور اگلے لمحے ہم جواب دینے کے لئے کٹہرے میں کھڑے ہوں گے.........

آؤ......... اس سے پہلے کہ موت ہماری حیات کو ذبح کر دے....... ہم قادیانیوں کے خلاف جہاد کر کے اپنا نام عاشقانِ رسول ﷺ کی فہرست میں درج کرالیں.........

خدا کرے اس فہرست میں آپ کا بھی نام درج ہو جائے.........

میرا نام بھی درج ہو جائے......... جلدی کیجئے.........بہت جلدی کیجئے.........!!!

مورخ کا قلم لکھ رہا ہے.........

فرشتے.........جنت کے دریچوں سے......... گواہی دینے کے لئے......... یہ سارے مناظر اپنے ذہن کی لائبریری میں محفوظ کر رہے ہیں.........!!!

موت کی بے آواز تلوار کی نوک زندگی کی شہ رگ کے بہت قریب پہنچ چکی ہے.........!!!

محمد عطاء اللہ صدیقی

انگریز خواتین اور تحریکِ نسواں

اگر چہ اقوام متحدہ نے ۸؍ مارچ کو ہی عورتوں کا عالمی دن قرار دیا ہے، مگر این جی اوز کے عالمی نیٹ ورک نے آہستہ آہستہ مارچ کا پورا مہینہ ہی عورتوں کے حقوق کی 'جدوجہد' کے نام کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عالمی ذرائع ابلاغ اور پریس اس مہینے میں آزادیٔ نسواں کے حوالہ سے جس قدر پراپیگنڈہ کرتے ہیں، اس کا تناسب دیگر گیارہ مہینوں کے اجتماعی پراپیگنڈہ سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ پاکستان میں کیونکہ این جی اوز کی بعض سرگردہ بیگمات وزارتوں پر متمکن ہیں اور مرد وزراء کی بھی اچھی خاصی تعداد 'لبرل' ہونے کے ناطے این جی اوز کے ایجنڈے کی مؤید ہے، اسی لئے امسال حکومت پاکستان نے مارچ کے دوسرے ہفتے کو سرکاری سطح پر عورتوں کے حقوق کے ہفتے کے طور پر منایا۔ پاکستانی ٹیلی ویژن اور انگریزی اخبارات اور سیکولر اردو اخبارات نے آزادیٔ نسواں کے متعلق تفصیلی پروگرامات پیش کئے اور خصوصی ایڈیشن نکالے۔ این جی اوز کے تنخواہ دار محققین کی فوج ظفر موج نے شاندار دفاتر کے مخلوط جمالیاتی ماحول میں بیٹھ کر پاکستانی خواتین کی 'حالتِ زار' کے متعلق جو رپورٹیں مرتب کی تھیں، ان میں پیش کردہ خود ساختہ اعداد وشمار کو مستند حوالہ جات کے طور پر پیش کیا گیا۔ آج تک حکومت پاکستان تو خواتین کی تعلیم وصحت کے متعلق کوئی جامع، قابل اعتبار اور مستند رپورٹ مرتب نہیں کر سکی، مگر ہماری این جی اوز کا ہر دفتر ایسی رپورٹوں سے مزین نظر آتا ہے۔ پاکستانی خواتین کی سماجی، تعلیمی اور ثقافتی زندگی کا شاید ہی کوئی پہلو ہو جو این جی اوز کے ذوقِ تحقیق کا تختۂ مشق بننے سے اب تک محفوظ رہا ہو۔

راقم الحروف گذشتہ برس انہی دنوں شائع ہونے والے اپنے تحقیقی مقالہ میں نہایت وضاحت کے ساتھ یہ بیان کر چکا ہے کہ امریکہ میں 'مساوی حقوق کی آئینی ترمیم، آج تک منظور نہیں کرائی جاسکی۔ اس ترمیم کی حمایت اور مخالفت میں ۱۹۷۲ء سے لے کر ۱۹۸۲ء تک امریکہ میں ایک زبردست سیاسی جدوجہد دیکھنے میں آئی۔ ترقی پسند، روشن خیال، اور لبرل فکر کے حامل خواتین وحضرات نے امریکی ریاستوں کی توثیق کے لئے مطلوبہ ووٹ حاصل کرنے کے لئے بھرپور انتھک تحریک چلائی، مگر انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ عورتوں کے حقوق کے لئے آئینی ترمیم کی تحریک کی نمایاں ترین بات یہ ہے کہ اسے ناکام بنانے میں رجعت پسند یا قدامت پسند مردوں کا کوئی خاص کردار نہیں تھا، حقیقت میں اس مساوی حقوق کی تحریک کو ناکام بنانے میں امریکی عورتوں کی خاموش اکثریت نے بھرپور کردار ادا کیا۔ یہ وہ عورتیں تھیں جو مساوات مرد و زن کو اپنے لئے نقصان دہ سمجھتی تھیں، ان کا خیال تھا کہ اگر عورت ہر معاملے میں مرد کے 'برابر' حقوق حاصل کر لے، تو وہ ان اعزازات اور عنایات سے محروم ہو جائے گی جو اسے سوسائٹی نے صدہا برس سے محض 'عورت' ہونے کی وجہ سے عطا کر رکھی

ہیں۔انہیں یہ بھرپور احساس تھا کہ وہ کسی بھی طور مردوں کا زندگی کے مختلف میدانوں میں مقابلہ نہیں کر سکتیں جب تک کہ انہیں خصوصی مراعات نہ دی جائیں۔وہ لبرل عورتوں کی خاندانی نظام کی مخالفت کو سخت ناپسند کرتی ہیں۔انہوں نے خاندانی نظام کے تحفظ کے لئے بھرپور تحریک چلائی۔

امریکہ میں مذکورہ آئینی ترمیم کی اب تک توثیق نہ ہونے سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں ہے کہ تحریک نسواں (Feminist Movement) کو عام امریکی عورت کی حمایت حاصل نہیں ہے۔ یہ جدید عورتوں کی ایک متحرک اقلیت ہے جو ذرائع ابلاغ میں غیر معمولی پراپیگنڈے کے زور پر اپنے نظریات کو پھیلا رہی ہے۔عام پاکستانی جو امریکی معاشرے کے بارے میں محض وہی علم رکھتا ہے جو ذرائع ابلاغ سے اسے حاصل ہوتا ہے، ہمارے اس دعویٰ پر مشکل سے یقین کرے گا۔اگر علم کی بنیاد CNN یا سنسنی پھیلانے والے یہودی ذرائع ابلاغ کو ہی سمجھا جائے تو پھر یہ مغالطہ ضرور لاحق ہوتا ہے کہ امریکہ یا یورپ کی سو فیصد عورتیں جدید تحریکِ نسواں کی حامی ہیں مگر حقائق اس کے بالکل برعکس ہیں۔اب ایسی کتابوں کی بھی کمی نہیں ہے جن میں خاندانی نظام کی تباہی کا ایجنڈا رکھنے والی نام نہاد تحریک نسواں کی مخالفت میں مؤثر مواد دیکھنے کو ملتا ہے۔راقم الحروف کی ذاتی لائبریری میں مغربی مصنفین کی کم از کم ایک درجن ایسی کتب موجود ہیں جن میں تحریکِ نسواں کے خطرناک نتائج پیش کئے گئے ہیں۔مگر اس وقت راقم الحروف ان کتابوں کے اقتباسات نقل کرنے کی بجائے برطانیہ سے آئی ہوئی دو انگریز خواتین سے ملاقات کے حوالہ سے اپنی بات آگے بڑھانا چاہتا ہے۔ یہ خواتین کون تھیں اور ان سے تفصیلی ملاقات و مکالمہ کی صورت کیسے پیدا ہوئی، اس کا تذکرہ دلچسپ بھی ہے اور راقم کے لئے روحانی خوشی کا باعث بھی۔

۱۱ر مارچ ۲۰۰۱ء سے لے کر ۱۹ر مارچ ۲۰۰۱ء کے دوران راقم الحروف نے چند افراد کے ساتھ صوبہ سرحد کا مطالعاتی اور تفریحی دورہ کیا۔ ۱۶ مارچ کو ہم لوگ پشاور سے طورخم کی طرف عازمِ سفر ہوئے۔ اتفاق سے اسی دن سری لنکا کے وزیراعظم بھی طورخم کے دورہ پر آئے ہوئے تھے۔ان کی آمد کی وجہ سے سیاحوں اور دیگر مسافروں کو طورخم سے تین کلو میٹر پہلے مچنی (Michni) چیک پوسٹ پر روک لیا گیا۔ہم لوگ اس مقام پر گاڑی سے اتر کر ایک بلند پہاڑی پر کھڑے ہو کر دوربین سے طورخم بارڈر کو دیکھ رہے تھے۔فرانس، وسط ایشیا اور یورپی ممالک سے پاکستان آئے ہوئے کچھ خواتین و حضرات کو بھی یہاں روک دیا گیا تھا وہ سب ہمارے ساتھ ہی کھڑے ہو کر دوربینوں کے ذریعے پاک افغان سرحد کا نظارہ کر رہے تھے ان کے ہمراہ گائیڈ انہیں نہایت توجہ سے تفصیلات سمجھا رہے تھے۔ اسی دوران دو غیر ملکی خواتین کو پاکستانی لباس میں دیکھ کر قومی ثقافت کے متعلق میری پسندیدگی کے جذبات کو یک گونہ تقویت ملی۔ مجھے ہی نہیں وہاں پر موجود کئی پاکستانی نوجوانوں کو بھی ان خواتین کی یہ ادا بھلی لگی۔کئی نوجوانوں نے انہیں اپنے ساتھ تصاویر بنوانے کی درخواست کی جو

انہوں نے قبول کر لی۔ میرا بے اختیار جی چاہ رہا تھا کہ میں ان خواتین سے دریافت کروں کہ آخر انہوں نے پاکستانی لباس پہننا کیوں پسند کیا؟ جلد ہی ان سے تعارف کی صورت پیدا ہو گئی۔ ان دونوں خواتین کا تعلق انگلینڈ سے تھا، وہ پاکستان میں دو ہفتے کی چھٹیاں منانے آئی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک خاتون کا نام Maggie Micholl تھا، اس کی عمر پچاس برس کے لگ بھگ ہو گی، جسم ذرا بھاری پن کی طرف مائل، سبز کھلے شلوار قمیص میں یہ درمیانہ قد کی خاتون قدرے بھاری لگ رہی تھی۔ دوسری خاتون نے اپنا نام Janet بتایا۔ یہ قد وقامت میں نسبتاً دبلی پتلی اور چالیس برس کے قریب نظر آتی تھی۔ دونوں میں ایک بات مشترک تھی، کہ وہ دونوں بے حد بااخلاق تھیں۔ بات بات پر 'ایکسکیوزمی' کہنا ان کا شعار تھا اور ہم جیسے اجنبی لوگوں کی موجودگی میں بھی کافی بااعتماد نظر آتی تھیں۔ غالباً طورخم کی سنگلاخ پہاڑیوں پر انگریزی دان افراد کی موجودگی میں وہ خود کو کافی نارمل محسوس کر رہی تھیں۔

گفتگو کے دوران میں نے اپنا تعارف کراتے ہوئے انہیں بتایا کہ میں مغرب میں شروع کی جانے والی فکری اور سماجی تحریکوں کے مطالعہ میں خصوصی دلچسپی رکھتا ہوں۔ میں نے جب انہیں بتایا کہ میں مغربی تحریکِ نسواں کے ارتقاء اور مغربی معاشرے پر اس کے اثرات کے متعلق ایک جامع کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں تو ان کے چہرے پر خوشگوار حیرت دیدنی تھی۔ مجھے چیک پوسٹ پر ان برطانوی خواتین سے تفصیلی بات چیت تو ممکن نہ تھی البتہ باہمی دلچسپی کے حامل چند امور پر میں نے ان سے سوالات کرنے کو غنیمت جانا۔ عورتوں کے عالمی دن کے حوالہ سے میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ اس دن کو منانے کا اہتمام کیسے کرتی ہیں؟ سبز شلوار قمیص اور سفید دوپٹے میں ملبوس باوقار انگریز خاتون 'میگی' کے جواب نے مجھے ششدر کر دیا:

"We dont celebrate women's day on 8th March. We celebrate Mother's day on 25th February."

''ہم آٹھ مارچ کو خواتین کا یوم نہیں مناتیں، ہم تو ۲۵ فروری کو یومِ مادر، منایا کرتی ہیں''

''مگر برطانوی حکومت تو عورتوں کا عالمی دن ضرور مناتی ہو گی؟'' ایک حیرت میں ڈوبے ہوئے شخص کی طرح میں نے یہ ضمنی سوال کیا۔ محترمہ میگی نے یہ کہتے ہوئے میری حیرت میں مزید اضافہ کر دیا: ''انگلینڈ کی حکومت یہ دن نہیں مناتی۔ مختلف غیر سرکاری تنظیمیں البتہ اس کا خوب اہتمام کرتی ہیں'' میں حیران تھا کہ برطانوی حکومت عورتوں کے حقوق کے بارے میں اس قدر بھی پر جوش نہیں ہے جس قدر کہ پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک کی ایک لبرل حکومت جدید تحریک نسواں کے خلاف دو انگریز خواتین کی طرف سے بے زاری کا اظہار میرے لئے ایک درجن کتابوں کے مصنفین کے بیانات سے زیادہ قابل قدر شہادت تھی۔ ان سے ہونے والی گفتگو کو میں ریکارڈ نہیں کر سکا تھا، مگر اس جیتی جاگتی، مؤثر

شہادت کا کوئی نہ کوئی ثبوت میں اپنے پاس ضرور رکھنا چاہتا تھا۔ میں نے ان سے درخواست کی وہ میرے ہمراہ ایک عدد تصویر بنوائیں۔ انہوں نے خوش دلی سے رضامندی کا اظہار کیا۔ تصویر بنوانے سے پہلے ایک دفعہ پھر یورپی آزاد معاشرے میں پلی بڑھی ان خواتین نے اپنے چادر نما دوپٹے درست کئے۔ ہمارے ایک ساتھی نے اس تاریخی شہادت کو کیمرے کی آنکھ میں محفوظ کرلیا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اگر وہ اجازت دیں تو میں ان کی یہ تصویر اپنی کتاب میں شائع کروں گا۔ میرا سوال سن کر دونوں خواتین نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، پھر کھلکھلا کر ہنس دیں۔ میں سمجھ گیا کہ یہ سوال برطانوی اور یورپی ثقافت کے تناظر میں بڑا معصومانہ اور کچھ انہونا سا ہے۔ بہر حال انہوں نے اس کی اجازت دے دی۔ تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے ہم سے اجازت چاہی تو میں نے یوں ہی دریافت کیا۔ ''آپ کی اگلی منزل کیا ہے؟'' انہوں نے بتایا کہ کل صبح وہ سوات کے لئے روانہ ہوں گی، ''وہاں آپ کا قیام کہاں ہوگا؟'' میں نے تجسس بھرا سوال کیا، کیونکہ اگلی صبح ہمارا پروگرام بھی سوات جانے کا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ ہوٹل وائٹ پیلس (سفید محل) میں قیام کریں گی۔ میں نے جب انہیں بتایا کہ ہماری بکنگ بھی اسی ہوٹل میں ہے تو انہوں نے کہا ''یہ تو بہت اچھی بات ہے، آپ کے ساتھ وہاں اچھا وقت گزرے گا''۔ میں نے ان سے آخری درخواست یہ کی کہ سوات میں قیام کے دوران وہ کچھ وقت مرحمت کریں تاکہ ان سے برطانوی معاشرے کے مختلف پہلوؤں کے متعلق سیر حاصل گفتگو ہو سکے۔ انہوں نے وقت نکالنے کی حامی بھری اور الوداعی سلام کے بعد رخصت ہوگئیں۔

پشاور سے سوات کی طرف سے سفر کرتے ہوئے ان برطانوی خواتین سے ہونے والی ممکنہ ملاقات کا خیال ذہن میں آتا تو خوشی کا احساس گھیر لیتا۔ میں ان خواتین سے اس ملاقات کو تائیدِ ایزدی خیال کرتا رہا، کہ ان کے خیالات سے پاکستانی خواتین کو آگاہ کر کے انہیں این جی اوز کے فریب انگیز جال سے بچانے میں کافی مدد ملے گی۔ ۱۷ مارچ کی شام کو ہم ہوٹل وائٹ پیلس (سوات) پہنچے۔ یہ سفید محل درحقیقت والئی سوات کی موسم گرما کی رہائش گاہ تھی۔ یہ سیدو شریف سے تقریباً پندرہ کلومیٹر کے فاصلے پر مرغزار کے خوبصورت پہاڑی مقام پر بنایا گیا ہے۔ ۱۸ مارچ کو ہم بحرین، مدین، کالام، گبرال کی برف پوش حسین وادی کو دیکھنے میں منہمک رہے، اس لئے برطانوی خواتین سے ملاقات نہ کی جا سکی۔ البتہ سفید محل میں آنے کے فوراً بعد میں نے ہوٹل انتظامیہ سے کنفرم کرلیا تھا کہ وہ مذکورہ برطانوی خواتین بھی وہاں قیام پذیر تھیں۔

یہ ۱۹ مارچ ۲۰۰۱ء کی بے حد دلفریب صبح تھی، سورج کو پہاڑ کی اوٹ سے نکل کر آنے میں قدرے وقت لگا تھا۔ ہلکی ہلکی نیم خنک ہوا کے جھونکے دل و جان کو معطر کر رہے تھے۔ سفید محل کا خوبصورت سبزہ زار دلکش منظر پیش کر رہا تھا۔ محل کی جنوبی دیوار کے ساتھ بہنے والی ندی کے نیم خراماں پانی کی خفیف سریں کانوں میں رس گھول رہی تھیں۔ ایسے کیف آور منظر میں سفید جھیل کے سبزہ زار میں بنی ہوئی سنگ مرمر کی خوبصورت کرسیوں پر بیٹھا میں سوات کے دلکش مناظر اور فطری

حسن کی شاہکار برف پوش چوٹیوں کے متعلق اپنے تاثرات ڈائری میں قلبند کر رہا تھا، کہ میں نے ان برطانوی خواتین کو قریب سے گزرتے دیکھا، میں نے انہیں ''گڈ مارننگ'' کہا تو انہوں نے اجتماعی آواز میں ''ہیلو، ہاؤ آر یو'' کا نعرہ بلند کیا۔ رسمی علیک سلیک کے بعد میں نے انہیں تفصیلی گفتگو کا وعدہ یاد دلایا۔ انہیں ابھی تک یقین نہیں تھا کہ میں انٹرویو کے بارے میں اس قدر سنجیدہ بھی ہوں۔ سفید محل میں ''میگی'' اور ''جینٹ'' سے ہونے والے اہم سوالات و جوابات کا خلاصہ پیش کرتا ہوں۔

گفتگو کے آغاز میں، میں نے ان سے درخواست کی کہ وہ اپنا تفصیلی تعارف کرائیں۔ محترمہ میگی نے بتایا کہ وہ برطانیہ کے لوکل گورنمنٹ کے شعبہ میں چائلڈ کیئر سروسز (بچوں کی نگہداشت کے ادارے) کی انسپکٹر ہیں۔ ان کا بنیادی فریضہ یہ ہے کہ وہ اپنے زیرِ نگرانی ان اداروں میں یقینی بناتی ہیں کہ وہاں بچوں کو خوراک، تعلیم اور صحت کے مناسب سہولیات مہیا کی جاتی رہیں۔ دوسری خاتون جینٹ کا تعلق بھی لوکل گورنمنٹ سے تھا، وہ ''یوتھ سروسز'' کی انچارج تھیں۔ یہ دونوں خواتین لندن میں جاب کرتی ہیں۔ میں نے ان سے پہلا باقاعدہ سوال یہ کیا کہ آپ تحریک نسواں کو ناپسند کیوں کرتی ہیں حالانکہ یہ تحریک عورتوں کے حقوق اور ترقی کی بات کرتی ہے؟ میگی نے اس کا جواب یوں دیا: ضروری نہیں ہے کہ ہر عورت جو بات کرے وہ عورتوں کے مفاد میں بھی ہو۔ فیمنسٹ عورتوں پر سب سے بڑا اعتراض ہمیں یہ ہے کہ وہ خاندانی اقدار کے خلاف بات کرتی ہیں، وہ باقاعدہ شادی کے حق میں بھی نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کے خیال میں ایک شادی شدہ عورت سیاسی اور سماجی معاملات میں بھرپور مساویانہ کردار ادا نہیں کر سکتی''۔ اچھا یہ فرمایئے تحریک نسواں کی علمبردار کہتی ہیں کہ عورتیں بھی مردوں کی طرح ہر کام کر سکتی ہیں، ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟'' یہ سوال سن کر میگی اور دوسری خاتون کے چہرے پر خاصی سنجیدگی طاری ہوگئی۔ اس سوال کا جواب بھی میگی نے دیا۔ ''دیکھئے ہم مرد بننا نہیں چاہتیں، ہم مرد نہیں بن سکتیں، یہ سیدھی سی بات ہے کیونکہ ہم مرد نہیں ہیں۔ مرد اور عورت کی برابری کا یہ مطلب نہیں کہ دونوں اصناف Same بھی ہیں۔ ہم جو کچھ چاہتی ہیں وہ یہ ہے کہ عورتوں کو بھی اپنے دائرے میں ترقی کے برابر مواقع ملنے چاہئیں'' میرا اگلا سوال Single parents کے بارے میں تھا۔ ''کیا آپ بتانا پسند کریں گی کہ برطانوی معاشرے میں Single Parents کی پوزیشن کیا ہے، انہیں کن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور حکومت انہیں کہاں تک سپورٹ کرتی ہے؟'' اس سوال کا جواب دبلی پتلی برطانوی خاتون جینٹ نے دیا، جو ایسے خاندانوں کی مالی امداد کے شعبہ سے بھی وابستہ رہی ہیں۔ سب سے پہلے اس نے برطانوی معاشرے کی اخلاقی قدروں کی روشنی میں اسے بیان کیا۔ دیکھئے برطانیہ پروٹسٹنٹ اخلاقیات پر یقین رکھنے والا معاشرہ ہے۔ آج بھی برطانیہ کے مسیحیوں کی اکثریت بغیر نکاح کے کسی طرح کی شادی کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتی۔ یہ بھی حالات کا ایک جبر ہے جو وہ برداشت کئے ہوئے ہیں۔ مزید برآں ''سنگل پیرنٹ'' خاندان زیادہ تر وہ ہیں جن کی ذمہ داری عورتوں پر ہے۔ حکومت اگرچہ تھوڑی بہت ان کی

امداد کرتی ہے مگر مہنگائی کے اس دور میں ان کا گذارہ مشکل سے ہی ہو پاتا ہے۔ برطانوی معاشرے میں درمیانہ درجہ کا معیار زندگی برقرار رکھنا بھی آسان کام نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی ماؤں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ ویلفیئر سپورٹ کا حصول بھی دشوار ہے، سب لوگ اس سے فائدہ بھی نہیں اٹھا سکتے۔''

برطانیہ اور دیگر یورپی ممالک میں Peodophiles (بچوں کے جنسی جرائم) کا معاملہ بھی آج کل ذرائع ابلاغ کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ میں نے اس بارے میں جب سے دریافت کیا، تو خلاف توقع ان برطانوی خواتین نے شرم سے نگاہیں جھکا لیں۔ ان کے چہرے کی ناگواری ظاہر کر رہی تھی کہ وہ اس طرح کے کھلے سوالات کا جواب دینا پسند نہیں کرتیں۔ انہوں نے جب کچھ دیر کے لئے سکوت اور جھجک کا مظاہرہ کیا تو میں نے چند ماہ پہلے برطانیہ میں ایک آٹھ سالہ بچی Sara Pain کی ایک پیڈو فائل، کے ہاتھوں ہلاکت کا واقعہ بیان کیا تو میگی نے محض اتنا تبصرہ کیا۔'' یہ انسانیت کے خلاف گھناؤنا جرم ہے۔ ایسے لوگ کسی رعایت کے مستحق نہیں ہیں۔ ان کے ساتھ سختی سے پیش آنا چاہئے۔ مہذب معاشروں میں ایسے واقعات بہت پریشان کن ہیں'' اس مسئلے پر میں نے بھی مزید کریدنا مناسب نہ سمجھا۔ میں نے گفتگو کا رخ بدلنے کے لئے ان سے پوچھا۔'' کہا جاتا ہے کہ مغربی ممالک میں خاندانی اقدار تباہ ہو چکی ہیں۔ خاندان زوال کے آخری کنارے پر ہے۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ میگی جو بچوں کے متعلق سوال سن کر خاصی جھنپ سی گئی تھی، فوراً ہی اس نے جواب دیا۔

''میں نہیں سمجھتی کہ ہمارے معاشرے میں خاندانی اقدار کو کبھی زوال آیا۔ میں مانتی ہوں ہمارے معاشرے کا ایک حصہ خاندانی اقدار کو چھوڑ چکا ہے، مگر اکثریت اب بھی خاندانی اقدار پر یقین رکھتی ہے۔ میڈیا بہت پراپیگنڈہ کر رہا ہے۔ روایتی خاندانوں کے حالات کو بیان نہیں کیا جاتا۔ برطانیہ کا مطلب صرف لندن نہیں ہے۔ لندن سے ذرا دور چلے جائیں آپ کو خاندانی اقدار پر عمل جا بجا دکھائی دے گا'' برطانوی خاتون کا یہ جواب میرے لئے بھی چونکا دینے والا تھا۔ کیونکہ ہم جو کچھ اخبارات، رسائل میں پڑھتے ہیں اور ٹیلی ویژن پر دیکھتے ہیں، وہ میگی کے خیالات سے یکسر مختلف ہے۔ میں نے اس موضوع پر کچھ ضمنی سوالات بھی کئے مگر میگی اپنے مؤقف پر قائم رہی۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا آخر میری نگاہ میں خاندانی اقدار سے مراد کیا ہے۔؟ میں نے مختصراً وضاحت کی کہ میرے خیال میں ایک خاندان کے افراد میں باہمی محبت، ایک دوسرے کا خیال رکھنے کا جذبہ، ایثار و قربانی، خاوند اور بیوی کے درمیان تصادم کی بجائے تعاون اور نکاح کے نتیجے میں استوار ہونے والے تعلقات۔ والدین، بہن بھائیوں اور قریبی رشتہ داروں کے درمیان باہمی اخوت و مؤدت کے جذبات وغیرہ۔ میگی نے وضاحت کی'' برطانوی خاندان اور آپ کے ہاں کے خاندان میں بنیادی فرق ہے۔ وہاں'' نیوکلیئر فیملی'' کا تصور ہے، جس میں صرف والدین اور بچے شامل ہیں۔ وسیع پیمانے پر خاندان کا وہاں تصور اب نہیں

رہا۔اس خاندان میں ہمارے ہاں بھی ایک دوسرے کا خیال رکھا جاتا ہے۔آپ لبرل عورتوں پر مت جائیں، برطانیہ کی عام عورت گھریلو معاملات میں بہت دلچسپی لیتی ہے۔اور بچوں کا بہت خیال رکھتی ہے'' میں نے کہا'' ہمارے ہاں بیویاں خاوندوں کا بہت خیال رکھتی ہیں'' اس پر میگی نے کہا میں بھی اپنے خاوند کا خیال کرتی ہوں۔ میں اور میرا خاوند دونوں ملازمت پیشہ ہیں۔مگر روزانہ صبح اٹھ کر میں ہی سب کے لئے ناشتہ تیار کرتی ہوں۔ بچوں کا زیادہ تر میں ہی خیال کرتی ہوں۔ باورچی خانہ میں ہی سنبھالتی ہوں۔تو کیا آپ کے خیال میں خاوند کے ساتھ یہ تعاون کافی نہیں ہے؟اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں اپنے خاوند کی غلام بھی ہو جاؤں،تو ایسا ممکن نہیں ہے'ایک برطانوی عورت اپنے خاوند کا اس قدر خیال رکھتی ہے، یہ میرے لئے ایک نئی بات تھی۔ ہمارے ہاں کی روشن خیال بیگمات بھی اپنے خاوندوں کا اتنا خیال نہیں رکھتیں۔

مشرق اور مغرب کے حوالہ سے ایک اور مسئلہ عورتوں کی حفاظت کا ہے۔مغرب کا لبرل طبقہ اسلام کو موردالزام ٹھہراتا ہے کہ اس نے عورت کو چاردیواری میں بند کر رکھا ہے اور اس پر ترقی کے راستے نہیں کھولے جاتے۔مغربی معاشرہ ایک مخلوط معاشرہ ہے، وہاں حجاب کی سختیاں ناقابل تصور ہیں۔ میں نے برطانوی خواتین کے خیالات اس موضوع کے بارے میں جاننے چاہے۔''اگر آپ اس کو برا نہ سمجھیں تو میں جاننا چاہوں گا کہ آپ کے ملک میں عورتوں کو اس قدر حقوق ملنے کے باوجود وہاں'' ریپ'' کے واقعات میں اضافہ کیوں ہو رہا ہے' میگی نے کچھ دیر سوچا اور پھر یوں گویا ہوئیں:'' آپ یہ بات مت بھولیں جہاں آزادیاں ہوں گی وہاں ایسے واقعات ضرور ہوں گے۔ ہمارے ہاں ایک طبقہ انسانی جبلت کو بہت پروجیکٹ کرتا ہے۔نوجوان نسل میں ہیجان خیزی میڈیا کی وجہ سے بڑھ رہی ہے۔ ہمارے ہاں عورتیں کافی حد تک آزاد ہیں،مگر پوری طرح محفوظ نہیں ہیں۔ میں یہ نہیں کہتی کہ وہاں عدم تحفظ کا احساس پایا جاتا ہے،نہیں ایسا نہیں ہے۔ وہاں ریاستی ادارے عورت کو بہت تحفظ فراہم کرتے ہیں۔آپ کے ہاں سوسائٹی عورت کا تحفظ کرتی ہے۔بس یہ بنیادی فرق ہے۔ ہمارے ہاں اگر کسی عورت پر کوئی مجرمانہ حملہ کرتا ہے تو ممکن ہے ساتھ سے گزرنے والے افراد اس کی مدد کو نہ آئیں مگر ریاستی ادارے فوری حرکت میں آتے ہیں'' میں نے انہیں بتایا کہ ہمارے ہاں تو خاندان کے افراد اپنی خواتین کے بارے میں اس قدر حساس واقع ہوئے ہیں کہ اگر کوئی ان کی عورتوں سے چھیڑنے کی جسارت کرے تو وہ اس کو گولی مارنے سے باز نہیں آتے۔اس نے اعتراف کیا کہ برطانوی مردوں میں یہ جذبات اب نہیں پائے جاتے۔

برطانوی خواتین سے مذکورہ گفتگو کے دوران ایک برطانوی نوجوان Peter Square بھی شریک گفتگو ہو گیا۔ وہ انتہائی ہنس مکھ نوجوان تھا۔ پیشہ کے اعتبار سے انجینئر تھا۔کراچی میں وہ اپنی فرم کی طرف سے نمائندہ ہے وہ بھی سفید محل میں ٹھہرا ہوا تھا۔ میں نے اس سے بھی چند سوالات کئے۔اس نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ اس نے عورتوں کے عالمی دن کے متعلق کبھی نہیں سنا۔عورتوں اور مردوں کی مساوات کے متعلق جب اس کے خیالات پوچھے گئے۔

تو اس نے بے اختیار یہ جملہ اچھالا "That is simply rubbish" "یہ بالکل لغو بات ہے" اس نے وضاحت کی کہ مرد پیدائشی طور پر زیادہ طاقتور ہے۔ مرد شکاری ہوتے ہیں۔ برطانوی معاشرہ کو کافی حد تک مواقع دیئے گئے ہیں۔ مگر اب بھی وہاں ہر شعبے میں یہ اپنے اپنے مخصوص دائروں میں کام کرتے نظر آتے ہیں۔ بہت سے ایسے کام ہیں جو اب بھی مردوں کے لئے مخصوص سمجھے جاتے ہیں۔ اس نے بتایا کہ اب بھی برطانیہ میں عورتوں اور مردوں کی تنخواہ برابر نہیں ہے۔

مذکورہ بالا سوالات کے علاوہ بھی کئی باتیں ہوئیں جن کا تذکرہ اس مضمون کی طوالت کو مزید بڑھا دے گا۔ اس گفتگو کے آخر میں، میں نے ان برطانوی خواتین سے درخواست کی کہ وہ اپنے پتہ جات اپنے قلم سے میری ڈائری میں نوٹ کریں۔ انہیں بھلا کیا اعتراض ہوسکتا تھا۔ میگی نے کہا میں ابھی کمرے سے ہوکر آتی ہوں۔ وہ جب واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک میگزین Community Care کا تازہ شمارہ تھا۔ جو اس نے مجھے اس خواہش کے ساتھ تحفتہً عطاء کیا کہ میں اس کا گہرائی سے مطالعہ کروں اور اس پر درج انٹرنیٹ کے ایڈریس پر جاؤں تو مزید معلومات حاصل کرسکوں گا۔

میں نے مہمان خواتین کا بھرپور شکریہ ادا کیا اور ان کی وسعت ظرفی کی تعریف کی۔

مذکورہ برطانوی خواتین سے ملاقات کے بعد میرا یقین پختہ ہوگیا کہ تحریکِ نسواں کی علمبردار عورتوں کی پر جوش متحرک اقلیت عام روایت پسند مگر خاموش عورتوں کی اکثریت کی ہرگز نمائندہ نہیں ہے۔ جس طرح پاکستان میں مغرب زدہ عورتیں عام پاکستانی عورتوں کی نمائندہ نہیں ہیں، بالکل اسی طرح یورپ میں عورتوں کی کثیر تعداد جدید تحریکِ نسواں کی حامی نہیں ہے۔ ہماری این جی اوز کی آزاد خیال عورتیں یورپ کی جس عورت کو ماڈل کے طور پر پیش کر رہی ہیں، اسے امریکہ و یورپ میں بھی احترام کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے ہاں میگی اور جینٹ جیسی یورپی خواتین کے خیالات سے پاکستانی عورتوں کو آگاہ کیا جائے جو خاندانی اقدار پر بھرپور یقین رکھتی ہیں۔ این جی اوز کی برپا کردہ تحریک در حقیقت تحریکِ نسواں ہے۔ یہ تحریک فتنة النساء ہے جس سے خاندانی نظام کو شدید خطرات لاحق ہیں۔ کاش کہ ہم ٹھنڈے دل سے سوچتے کہ عورتوں کے عالمی دن کو منا کر ہم کن عورتوں کے حقوق کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ ☆☆

دعاءِ صحت

مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب صدر محترم چودھری ثناء اللہ بھٹہ صاحب

مجلس احرار اسلام سیالکوٹ کے صدر محترم سالار عبدالعزیز صاحب

مجلس احرار اسلام لاہور کے قدیم کارکن محترم حفیظ رضا پسروری صاحب اور آن کی اہلیہ محترمہ

احباب وقارئین ان کی صحت یابی کے لئے دعاء فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت وسلامتی عطاء فرمائیں آمین (ادارہ)

زاھد محمود زاھد (جھکڑ الہ)

کاش کوئی ہمیں سمجھائے!

ہم مسلمان ہیں ہم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے والے ہیں۔ہم اس کے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری رسول تسلیم کرتے ہوئے اس کی عقیدت اور محبت کے سب سے بڑے دعویدار ہیں اللہ کے بعد اگر ہم کسی کی محبت میں شدت سے گرفتار ہیں تو وہ صرف رسول عربی ﷺ ہی کی مقدس ومطہراور پاکیزہ ذات ہے ہم ہر چیز برداشت کر سکتے ہیں لیکن اللہ کے اس آخری رسول کی شان میں بال برابر گستاخی ہمارے خون وجگر میں آگ کے الاؤ روشن کر دیتی ہے اور ہمیں اس وقت تک قلبی سکون نہیں ملتا جب تک کہ اپنے پیغمبر ﷺ کے گستاخ کے ناپاک وجود سے اس دھرتی کو پاک نہیں کر دیتے اس کے بدلے میں اگر ہمیں پھانسی کے پھندے پر بھی جھولنا پڑے تو اس کو دنیا کی سب سے بڑی سعادت جان کر جھول جاتے ہیں۔

ہم اللہ کے مقدس رسول ﷺ پر نازل کردہ مقدس کتاب قرآنِ مجید کو آخری آسمانی کتاب جان کر اس کے ایک ایک حرف کی حقانیت پر یقین رکھتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کو اپنے لیئے توشۂ آخرت جانتے ہیں کیونکہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ قرآن ایک مکمل لائحہ عمل ہے ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ اللہ کے پیارے پیغمبر کو جو دین اللہ کی طرف سے عطا کیا گیا وہ بھی مکمل ضابطۂ حیات ہے ہمیں اس بات کے حقیقت ہونے میں رائی برابر بھی شک نہیں کہ ہمارے معاشرے میں موجود بگاڑ کی اصل وجہ ہماری دین سے دوری ہے۔اور یہ کہ اس بگاڑ کو سنوار میں بدلنے کیلئے ضرورت صرف اسی چیز کی ہے کہ ہم اپنی زندگیوں کو اسلام کے مکمل ضابطہ حیات کے تابع کر دیں کیونکہ ہمیں اس بات پر پوری طرح یقین ہے کہ اس دنیا میں اگر کوئی اکمل اور مکمل ذات گزری ہے تو وہ صرف محمد عربی ﷺ کی ذات اقدس ہے اور اسی کی سیرت طیبہ پر عمل کر کے ہی ہم اپنی دنیا اور آخرت کو سنوار سکتے ہیں ہم یہ یقین بھی رکھتے ہیں کہ ہماری کامیابی کا راز صرف یہی ہے کہ ہم انسان کامل ﷺ کی سیرت کے ہر پہلو پر پوری طرح عمل کریں اور یہ بھی یقین ہے کہ اس پیغمبر صادق ﷺ کے طرز زندگی سے روگردانی ہمیں ذلت وپستی کی اتھا گہرائیوں میں لے جائیگی اور ذلت وپستی کی ان اتھاہ گہرائیوں سے نکلنے کیلئے دامنِ محمدی ﷺ سے وابستگی بہر حال ضروری ہے۔

یہ تو ہماری ایک صورت ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ ہمارا عمل ہمارے دعوے کے بالکل خلاف ہے ہماری شکل وصورت ہمارے فاسق اور فاجر ہونے کا واشگاف طور پر اعلان کر رہی ہے ہماری زندگی کے ہر دن کا آغاز نبی مکرم ﷺ کی پیاری صورت سے بغاوت کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے ہوتا ہے ہم صبح سویرے نبی مقدس ﷺ کے خوبصورت چہرے سے نفرت کا اظہار اس بہیمانہ انداز میں کرتے ہیں کہ داڑھی کو شہید کر کے اس کو پیشاب کی نالی میں بہا دیتے ہیں اور

پھر آئینے میں مجوسیوں کا سا چہرہ دیکھ کر اپنے آپ کو خوبصورت جان کر کندھے اچکاتے ہیں اور شیطان کو قریب کھڑے مسکرانے کا پورا موقع دیتے ہیں اور اس سے ہمارے دعویٔ عشق رسالت پر بھی کوئی حرف نہیں آتا۔

ہماری ہر مسجد سے ہمیں دن میں پانچ دفعہ بلایا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی فلاح اور کامیابی کا مژدۂ جانفزا سنایا جاتا ہے لیکن ہمارے قدم مسجد کی جانب چلنے سے گریزاں ہی رہتے ہیں اور مسجد کے در و دیوار اپنی ویرانی پر روتے نظر آتے ہیں اور ہمیں اس کا کبھی احساس بھی نہیں ہوتا لیکن اگر کبھی ہمارے ملک کے اسٹیڈیم ہمیں اپنی طرف بلانے کیلئے ہلکا سا اشارہ بھی کر دیں تو ہم اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو ساتھ لیکر ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو کر غیر محرم مردوں کے ساتھ اختلاط کا پورا پورا موقع مہیا کرتے ہیں اور سارا دن نبی مکرم ﷺ کی نافرمانی میں گزارتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہم عزت دار اور غیرت مند کہلانے میں کوئی عار نہیں سمجھتے۔

ہم اپنی اولاد کو لارڈ میکالے کے دیئے گئے نظامِ تعلیم سے متصف کر کے روشن خیالی اور موجودہ دور سے ہم آہنگی کا تمغہ سجائے ہوئے پھولے نہیں سماتے لیکن محمد عربی ﷺ کے ورثے کی حفاظت کو اور قرآن و حدیث کی تعلیم کے حصول کو دقیانوسی اور عصبیت کا نام دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہم چار آدمیوں میں، عشق رسول ﷺ کے دعویٰ پر زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہوئے نہیں تھکتے ہم اپنے صحت مند بچے کو ڈاکٹر اور پائلٹ بنوانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں اور دینی تعلیم کے لئے اپنی لولی لنگڑی اولاد کو وقف کر کے دین کا سب سے بڑا محب کہلواتے ہیں۔

ہم معاملات زندگی میں اسلام کے دیئے گئے ہر حکم کو پس پشت ڈال کر خیانت اور بے ایمانی کے مرتکب ہوتے ہیں رشوت اور ملاوٹ کو اپنی زندگی کا شعار بناتے ہیں اور لوگوں کو فریب اور دھوکہ دے کر خوش ہوتے ہیں اور ان کی سادگی کا مذاق اڑاتے ہیں شیطانی روح کی غذا موسیقی سن کر ہمارے مردہ دلوں میں جان آجاتی ہے لیکن قرآن سننے کو صرف ''مولوی'' کا کام سمجھتے ہیں اگر بالفرض کسی ایسے گھر میں چلے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک کی تلاوت ہو رہی ہو تو وہاں بیٹھ کر بہت ہی ''بور'' ہوتے ہیں اپنے اردگرد عریانی و فحاشی کو دندناتا دیکھ کر ہمارے ماتھے پر شکن تک نہیں آتی بلکہ اس مردود عمل کی معاونت کیلئے پوری کوششیں کرتے ہیں اگر مائیکل جیکسن اور میڈونا ہمارے ملک میں آجائیں تو ان کو اپنے کندھوں پر سوار کر کے خوشی محسوس کرتے ہیں لیکن کسی عالم دین سے ہاتھ ملانا بھی انتہا پسندی اور پرلے درجے کی حماقت سمجھتے ہیں غرض یہ کہ سود ہم کھاتے ہیں اور گھروں میں ٹی وی رکھ کر اپنے بچوں کو اسلام سے بیزار اور کفر سے پیار کرنے کا پورا موقع دیتے ہیں لیکن اولاد کا آوارہ گرد اور نافرمان ہونے کا گلہ بھی کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود اپنے مسلمان ہونے کا ڈھنڈورا پوری قوت سے پیٹتے ہیں۔ کاش! ہمیں کوئی سمجھائے کہ ہماری نجات کیلئے صرف دعویٰ ہی کچھ نہیں بلکہ اس کیلئے عمل کی شرط لازمی ہے اور جب تک ہمارا دعویٰ اور عمل ایک نہیں ہو جاتا ہماری کامیابی کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔

ابو معاویہ

سکردو بلتستان (شمالی علاقہ جات)

این جی اوز کے نرغے میں

بلتستان کے دونوں اضلاع سکردو اور گنگچھے میں اہل سنت مجموعی آبادی کا دو فیصد سے کم ہے اور اکثریتی فرقوں کی طرف سے مسلسل زیادتیوں کا شکار ہیں۔ ۱۹۹۹ء میں مجاہدین پر ظلم و تشدد کے باوجود اکثریتی فرقے کے خلاف حکومت کی طرف سے کسی قسم کی کوئی کارروائی کا نہ ہونا دہشت گردوں اور ظالموں کی حوصلہ افزائی کا باعث بنا ہے۔ اس طرح ہفت روزہ ''بادشمال'' اخبار میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف جو ہرزہ سرائی شائع کی گئی وہ اہلسنت کی دل آزاری کے علاوہ پاکستان کے آئین کی خلاف ورزی بھی ہے۔ ہم نے اس اخبار کے ایڈیٹر اور ذمہ داروں کے خلاف درخواستیں دیں لیکن اس کے باوجود کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ جس سے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دشمنوں اور ملک میں فرقہ وارانہ فضا پیدا کرنے والوں کو حوصلہ ملا۔

شمالی علاقہ جات میں سلک روٹ فیسٹیول کے نام سے جو فحاشی اور بے حیائی پھیلائی گئی وہ اللہ کے نام پر بنائے گئے ملک میں اللہ کے غضب کو دعوت دینے کی مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے غضب اور غصے سے محفوظ رکھے آمین۔

سرکاری قوت اور مشینری کے ساتھ مغربیت کو شمالی علاقہ جات میں منصوبہ بندی کے ساتھ پھیلایا جا رہا ہے پورے شمالی علاقہ جات میں این جی اوز حکومت سے بڑھ کر طاقت ور ہیں اور مزید طاقت پکڑ رہی ہیں۔ اور گاؤں کی سطح پر کمیٹیاں بن چکی ہیں۔ ان میں مقامی اخون (مولوی) کو ممبر بنایا جاتا ہے اور اس کی سفارش پر قرضے اور سکیموں کی منظوری جلد دینے کی پالیسی اپنائی گئی ہے۔

کارگل کی جنگ کی وجہ سے دونوں اضلاع سکردو اور گنگچھے پوری دنیا کی توجہ کا مرکز بنا رہا ہے۔ محلِ وقوع اور آبادی کے لحاظ سے کارگل اور دراس سیکٹر دونوں طرف سول آبادی شیعہ اثناء عشری مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان علاقوں میں سرکاری نوکریوں پر اہل سنت کو نہ لینے کا جو سلسلہ شروع کیا ہوا ہے اس نے اہل سنت نوجوانوں میں بے چینی پیدا کر دی ہے سکردو اور گنگچھے دونوں ضلعوں کی نادرن ایریا کونسل میں اہلسنت نمائندگی سے بالکل محروم ہیں۔ قوم پرست تنظیموں میں اثر و رسوخ میں اضافہ ہو رہا ہے۔ این جی اوز اور ان کی تنظیموں کا آپس میں گہرا رابطہ ہیں۔ ساتھ ہی فرقہ پرست تنظیموں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں اور حکومت کی خاموشی نے ان تنظیموں کو بے لگام کر دیا ہے الگ ریاست اور صوبے کے قیام کی بازگشت صاف سنائی دے رہی ہے۔ جب کہ صوبہ بنانے کے بارے میں حکومت کے حلقوں کی طرف سے بھی عندیہ دیا جا

رہا ہے اس موقع پر جبکہ کشمیر کی آزادی کی منزل قریب ہے تو ان علاقوں کو صوبہ بنا کر تحریک آزادی کو سبوتاژ کرنے کی سازشیں ہیں تمام قوم پرست اور فرقہ پرست تنظیموں پر مختلف ناموں سے آئی ایس او (امامیہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن) اور سپاہ محمد کے کارکنوں نے قبضہ کر رکھا ہے اور ان تنظیموں کو ہدایات شیعہ رہنماؤں کی طرف سے دی جاتی ہے اور ان کے مشورے اور فکر کو لے کر یہ تنظیمیں کام کر رہی ہیں اس طرح بہت ہی ہوشیاری سے شیعہ رہنما حکومت کو یہ تاثر دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں کہ اگر شمالی علاقہ جات کو الگ حیثیت نہیں دی یا کم از کم صوبہ نہیں بنایا تو عوام علیحدگی پسندوں سے مل جائیں گے اور ہندوستان اس سے فائدہ اٹھائے گا ان کے اس تاثر کو مضبوط بنانے میں حکومت میں شامل شیعہ بیوروکریٹ اور دانش ور بہت زیادہ فعال ہیں۔ اس طرح یہ لوگ حکومت کو بلیک میل کر کے الگ شیعہ ریاست کے قیام کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔

اس شیعہ ریاست کے قیام میں ایرانی حکومت کی پشت پناہی شامل ہے اس طرح کویت میں مقیم ایرانی نژاد شیعہ کویتی شیوخ کی بے انتہا دولت بھی شامل ہیں کیونکہ کویت میں حکومت سنیوں کی ہے اس لیے یہ کویتی شیعہ شیوخ زکوٰۃ نہیں نکالتے بلکہ خمس نکالتے ہیں جس کی مقدار زکوٰۃ سے دگنی ہوتی ہے اور یہ اہلسنت کو بھی نہیں دے سکتے لہذا خمس کی یہ رقم شمالی علاقہ جات میں معرفی ٹرسٹ کے نام سے شیعہ اداروں اور تنظیموں کے استحکام اور علیحدہ ریاست کے قیام کے لیے خرچ کر رہے ہیں۔ پاکستان کے ذرائع ابلاغ اور ہفت روزہ جرائد میں مختلف انداز سے شمالی علاقہ جات میں آغا خانی ریاست کے قیام کے بارے میں مضامین چھپتے رہتے ہیں یہ سب ایک منظم سازش کے تحت ہو رہا ہے اس کا مقصد ان علاقوں میں الگ شیعہ ریاست کے قیام کے لیے ہونے والی سرگرمیوں سے توجہ ہٹانے کی سازش ہے شمالی علاقہ جات میں الگ آغا خانی اسٹیٹ بننے کا تصور ہی نہیں ہے اس لیے کہ سب سے کم آبادی والے ضلع غذر میں آغا خانی پچاسی فیصد ہیں اور اہلسنت پندرہ فیصد اس ضلع کی پچاسی فیصد آغا خانی آبادی پندرہ فیصد اہلسنت سے مرعوب ہیں جب کہ باقی تینوں ضلعوں میں شیعوں کی اکثریت ہے اور اہلسنت کی طرح بعض جگہوں پر آغا خانی بھی شیعوں کے ظلم وستم کا شکار ہیں۔

فرانسیسی سفیر کا بیان اکتوبر 2000 میں پرنس کریم آغا خان کے ساتھ فرانس کے سفیر اور یورپی یونین کے نمائندے بھی گلگت آئے تھے اس موقع پر گلگت میں فرانسیسی سفیر نے تقریر کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے کہا ہے کہ اگر حکومت شمالی علاقہ جات کو اے۔کے۔آر۔ایس۔پی (آغا خان رورل سپورٹس پروگرام) کو لیز پر دے دیں تو اس کے انتظامی اخراجات حکومت فرانس برداشت کرے گی۔ یاد رہے کہ فرانس افغانستان میں شمالی اتحاد کا حامی ہے اور احمد شاہ مسعود کے پاس فرانسیسی ماہرین بڑی تعداد میں ہیں۔ اس کے علاوہ بھارت اور ایران سے بھی فرانس کا دفاعی شعبوں میں معاہدہ ہے۔ اس وقت روس کا انڈیا کے بعد سب سے بڑا حلیف ایران ہے۔ ساتھ ہی اے۔کے۔آر۔ایس۔پی میں شیعہ ملازمین کی تعداد سب سے زیادہ ہے اس طرح یورپ ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہتا ہے ایک طرف آغا خان کے

سید محمود آزاد (مظفر آباد آزاد کشمیر)　(قسط اوّل)

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریز کے مددگار

انگریزوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی جیتنے کے بعد اس برّاعظم میں جہاں بے شمار عملی اور تحقیقی کارنامے سر انجام دئے وہاں اپنے وفاداروں، دوستوں اور بہی خواہوں کی بھی ایک مستند دستاویز مرتب کی ہے جنہوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اپنے ہم وطنوں کے ساتھ غداری کرتے ہوئے انگریز کا ساتھ دیا اور اس طرح جاگیروں، زمینوں اور تمنداریوں کے لالچ میں اپنے ہاتھوں سے آزادی کی جنگ لڑنے والوں کو چن چن کر قتل کیا تاکہ انگریز ان سے خوش ہوں اور اس طرح انگریز کے سہارے ان کے اثر واقتدار میں اضافہ ہو۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بارے میں گذشتہ ایک صدی میں جس قدر تحقیق ہوئی ہے اس کی روشنی میں یہ بات مسلمہ ہے کہ اس نازک مرحلہ پر اگر پنجاب کے یہ وڈیرے اور جاگیردار انگریز کو اپنے اپنے علاقوں سے سپاہی اور رسالے نہ بھرتی کر کے دیتے تو انگریز یہاں پاؤں جمانے میں کبھی کامیاب نہ ہوتا اور آج اس خطہ کی تاریخ مختلف ہوتی۔ پنجاب کی سیاست میں جس قدر متحرک نظر آتے ہیں سوائے تین چار کے باقی سب انہی لوگوں کی اولاد سے ہیں جنہوں نے ۱۸۵۷ء میں مسلمان مجاہدین کی لاشوں پر گھوڑے دوڑائے اور انکو باغی اور مفسد قرار دیتے ہوئے انہیں اپنے ناپاک ہاتھوں خاک وخون میں تڑپایا تاکہ انگریز خوش ہوں اور انہیں انعامات وسندات عطا کریں۔

انگریزوں نے اس ملک پر اپنے پاؤں مضبوط کرنے کے بعد اپنے ان وفاداروں کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا بلکہ انہیں بڑی بڑی جاگیریں اور زمینداریاں دے کر یہاں کے مفلوک الحال لوگوں کے سروں پر مسلط کر دیا اور اس طرح ایک صدی تک انگریز مزے سے حکومت کرتا رہا اور انگریز کے یہ گماشتے اپنے اپنے علاقوں میں تاج برطانیہ کی وفاداری کا دم بھرتے ہوئے غریبوں اور بے کسوں کا خون چوستے رہے، ۱۸۵۷ء کے بعد انگریزوں کے سہارے ان گماشتوں نے اپنے اپنے علاقوں میں رعیت پر کس طرح حکومت کی اور ہر مرحلہ پر کس طرح ساتھ دے کر انگریز کا پاؤں مضبوط کرتے رہے یہ ساری تفصیل ہمیں انگریز گورنر پنجاب سر لیپل گریفن کی مشہور کتاب پنجاب چیفس سے ملے گی جسکا سارا مواد اس کے کارندوں نے بڑی چھان پھٹک اور تحقیق وتدقیق کے بعد اس کے لئے مہیا کیا تھا اور ایک لحاظ سے یہ کتاب انگریزوں کی مرتب کردہ خفیہ رپورٹ ہے جو انہوں نے اپنے وفاداروں اور نمک خواروں کو یاد رکھنے اور ان سے فیاضانہ برتاؤ کرنے کے لئے لکھی تھی اس زمانے میں انگریز اگر کسی دیسی آدمی کو کوئی اعلےٰ عہدہ یا جاگیر دینا چاہتے تھے تو سب سے پہلے یہ کتاب دیکھی جاتی تھی اگر کسی آدمی کے آباؤاجداد کی انگریز کے لئے خدمات اس کتاب میں درج ہوتیں تو اسے اعلےٰ عہدہ یا جاگیر

دی جاتی اور اگر اس کتاب میں اسکے خاندان کا کوئی ذکر نہ ہوتا تو اسے نظر انداز کر دیا جاتا تھا۔
جتنا عرصہ اس ملک پر انگریز حکمران رہے انگریز کے وفادار خاندانوں کے لئے اس کتاب کی حیثیت کسی بزرگ کے تعویز سے کم نہ تھی اور اس قسم کے لوگ بڑے فخریہ انداز میں ایک دوسرے سے اپنی خاندانی خدمات کا تذکرہ کرتے رہتے تھے۔
اگر برطانوی حکومت سے کسی آدمی کے ساتھ زیادتی ہو جاتی جسکے خاندان کی خدمات کا اعتراف اس کتاب میں کیا گیا ہے تو وہ شخص فوراً کتاب پیش کر دیتا اور زیادتی کا فوراً ازالہ ہو جاتا کیونکہ انگریز اپنے بہی خواہوں اور وفاداروں کی قدر دل سے کرتا تھا اور انہی لوگوں کی غیر متزلزل وفاداریوں اور تعاون کی وجہ سے یہاں انگریز کی جڑیں مضبوط تھیں۔
۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمان مجاہدین کے دوش بدوش ہندوؤں نے بھی بھرپور حصہ لیا تھا اور پنجاب میں عام طور پر یہ خیال کیا جا رہا تھا کہ مسلمان زمینداروں، وڈیروں اور بعض سجادہ نشینوں نے انگریز کا ساتھ دیکر مجاہدین کو قتل کرایا ہے مگر سر لیپل گریفن کی مرتب کردہ کتاب سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کام میں پنجاب کے ہندوؤں اور سکھ زمینداروں نے بھی مسلمانوں سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے جنکا تفصیلی ذکر کتاب کے ایک بڑے حصے پر پھیلا ہوا ہے اور ان کی تعداد مسلمان جاگیرداروں وڈیروں اور زمینداروں سے کہیں زیادہ ہے۔
انگریزوں نے اپنے ان ازلی وفاداروں کو پال کر لوگوں کے سروں پر مسلط کرنے کے ساتھ ساتھ حکمت عملی یہ طے کی تھی کہ سول سروسوں میں اعلیٰ اور ذمہ دار عہدوں کے لئے افسر انہی خاندانوں سے تیار کئے جائیں چنانچہ ان کے بچوں کو خصوصی تعلیم سے بہرہ ور کر کے ان کو اعلیٰ عہدے سونپنے کے لئے چیفس کالج اور اسی طرح کے دوسرے تعلیمی ادارے قائم کئے گئے تھے جن میں صرف انہی وفادار خاندانوں سے طالب علموں کو داخلہ دیا جاتا تھا اور تعلیم حاصل کرنے کے دوران تمام طالب علموں کو انگریز کی وفاداری کے لئے ایک خاص سانچے میں ڈالا جاتا تھا تاکہ یہ طالب علم آگے جب بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوں تو پوری دیانتداری سے برطانوی مفادات اور رعب دبدبہ کو مدنظر رکھ سکیں اور کسی مرحلہ پر بھی انگریز کے ساتھ بے وفائی نہ کر سکیں۔
پنجاب کی سرزمین پر انگریزی دور حکومت میں جس قدر بھی بڑے بڑے دیسی افسر اعلیٰ عہدوں پر فائز رہتے وہ سب انہی تعلیمی اداروں کے تربیت یافتہ تھے جن میں مسلمانوں کے ساتھ ایک بھاری تعداد ہندوؤں اور سکھ افسروں کی بھی تھی۔ ہندو سکھ تو ۱۹۴۷ء کے بعد یہاں سے چلے گئے مگر مسلمان افسروں کی بھی تلچھٹ یا ذریت اس سرزمین پر موجود ہے اور ان میں زیادہ تعداد ان سیاست دانوں کی ہے جو اب تک اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلتے اور ان کے دماغوں میں وہی بھوت ہے جو برطانوی عہد حکومت میں ان کے اجداد کے سروں پر سوار تھا۔
اس مجمل سی تمہید کے بعد ہم اپنی نوجوان نسل کو یہ بتائینگے کہ سر لیپل گریفن کی مرتب کردہ اس کتاب میں انگریز

کے وفادار کن کن خانوادوں کا ذکر ہے اور انہوں نے کئی کئی مرحلوں پر انگریز کی وفاداری کا پٹہ اپنے اپنے گلوں میں ڈال کر اقتدار حاصل کیا اور آج کس طرح ان خاندانوں میں اور ملکی سیاست پر مسلط بھی ہیں۔

انگریز پرستوں کی اس تاریخی دستاویز کی جلد ۲ کو مصنف نے ضلع وار تقسیم کر کے ہر ضلع کے بارے میں تفصیلی معلومات بہم پہنچائی ہیں اور بتایا ہے کہ کس ضلع میں انگریز کو کامیاب کرانے کے لئے کس زمیندار یا جاگیردار نے کیا خدمت انجام دی اور برطانوی سرکار نے اس خدمت کا کیا صلہ دیا اور آگے ان خاندانوں نے کس طرح ایک طویل مدت تک لوگوں کو اپنے پنجوں میں جکڑے رکھا۔

سر لیپل گریفن نے سب سے پہلے انگریز کے وفادار خاندانوں کا تاریخی پس منظر بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ انگریز کے ساتھ تعاون کرنے سے پہلے کونسا خاندان کس حیثیت کا مالک تھا اور اس خاندان کے کن کن افراد نے انگریز کے پاؤں مضبوط کرنے کے لئے کس نوعیت کی مدد کی اور وہ مدد کس قدر اہم تھی۔

ساڑھے آٹھ سو صفحات پر پھیلی ہوئی اس جلد ۲ میں مصنف نے چھ سو چھیالیس صفحات پر جاگیرداروں، زمینداروں اور تمنداروں کا تذکرہ کیا ہے اور اس کے آگے پنجاب کی چھیالیس چھوٹی بڑی ریاستوں کی تاریخ ہے۔ جس میں انگریز کے لئے ان والیان ریاست کی خدمات کا بھی بھرپور اعتراف ہے پنجاب کا ضلع وار تذکرہ کرتے ہوئے سر لیپل گریفن نے ضلع گورداسپور کو اوّلیت دینے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی خاندانی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ جسے بعد میں برطانوی سرکار نے مسلمانوں میں فتنہ عظیم برپا کرانے کے لئے نبی بنایا اور مسئلہ جہاد کی تردید کرائی اس ضلع سے جن جن سکھ روساء نے انگریزوں کا ساتھ دیا ان کا خاندانی پسِ منظر بڑی وضاحت سے کیا گیا ہے مگر ہمارے پیش نظر مسلمان روساء ہیں جن میں مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان اور خان بہادر سید نذر محی الدین قادری رئیس بٹالہ کا خاندان قابل ذکر ہے جنہوں نے برطانوی سرکار کی خدمت کر کے دنیا کمائی اور دین کھویا۔

سر لیپل گریفن اپنی کتاب 'دی چیفس پنجاب جلد ۲ کے صفحہ ۶۰ پر لکھتا ہے کہ انیسویں صدی کے شروع میں سید احمد شاہ نے جو اس وقت سجادہ نشین تھا لیفٹیننٹ مرے اور کیپٹن ریڈ کی بہت خدمات انجام دیں اس کے بیٹے سید حسین شاہ نے غدر ۱۸۵۷ء کے دوران اپنے اثر ورسوخ سے انگریزوں کی بہت مدد کی جس کی وجہ سے اس کی تاحیات جاگیر قائم رکھی گئی اور انہیں پراونشل درباری بھی بنایا گیا خاندان کا موجودہ سربراہ نذر محی الدین اسی حسین شاہ کا پوتا ہے۔

اس ضلع میں دوسرا قابل ذکر خاندان مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے اس خاندان کا مکمل تاریخی پس منظر بیان کرتے ہوئے اس خاندان کی انگریزوں کے لئے خدمات کا اعتراف کیا ہے

وہ صفحہ ۶۸ پر لکھتا ہے کہ اس خاندان نے غدر ۱۸۵۷ء کے دوران بہت اچھی خدمات انجام دی ہیں، مرزا غلام

مرتضیٰ نے بہت سے آدمی بھرتی کئے اور اسکا بیٹا غلام قادر جنرل نکلسن صاحب بہادر کی فوج میں اس وقت تھا جبکہ جنرل موصوف نے تریموں گھاٹ پر ۴۶ باغیوں (مجاہدین) کو جو سیالکوٹ سے بھاگ کر آئے تھے تہ تیغ کیا، جنرل نکلسن نے غلام قادر کو ایک سند دی تھی جس میں لکھا ہے کہ غدر میں خاندان قادیان ضلع گورداسپور کے تمام خاندانوں میں سے زیادہ نمک حلال رہا ہے۔

غلام مرتضیٰ کا چھوٹا بیٹا مرزا غلام احمد تھا جو بعد میں مستقلاً انگریز کے اشاروں پر نبوت کا دعویٰ کر کے متضاد باتیں لکھتا اور کہتا رہا اور جسکی امت آج بھی پاکستان میں تخریب کاری اور منافرت میں مصروف ہے اور اس فتنہ کے بارے میں اب تک ہزاروں کتابیں لکھی گئی ہیں اور اس امت کو اب غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے اس ضلع کے جن ہندو امراء نے ۱۸۵۷ء میں انگریز کا ساتھ دیا انکا ذکر گریفن نے بڑی تفصیل کے ساتھ کیا ہے البتہ اس ضلع کا کوئی مسلمان رئیس اس وقت انگریز کا معاون نہ تھا۔

ضلع گوجرانوالہ: ضلع گوجرانوالہ کے ہندو اور سکھ ۱۸۵۷ء میں بھرپور انداز سے انگریزوں کے معاون رہے ہیں جنکا تفصیلی تعارف گریفن نے کم و بیش ڈیڑھ سو صفحات پر کیا ہے ہندوؤں اور سکھ انگریز پرستوں کی اس کی قطار میں ہمیں کرم الٰہی چٹھہ جیسے مسلمان بڑی وضاحت سے ملتے ہیں گریفن نے سب سے پہلے چٹھوں کی خاندانی تاریخ کا ذکر مختصر کیا اور اسکے بعد کرم الٰہی چٹھہ کی انگریز کے لئے خدمات کا ذکر کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ اس خاندان کے کئی آدمیوں نے ۱۸۵۷ء کے موقع پر سرکار انگریزی کے لئے خدمات انجام دیں، قادر بخش اور بہرام خان کے بھائی کے پوتے کرم الٰہی کے پاس ۹۰ روپے سالانہ آمدن کی معافی ہے اس کی احمد نگر میں ۱۲ سو کھماؤں اراضی ہے اور لائلپور میں مختلف مکانات اور دکانات ہیں فی زمانہ چٹھہ جاگیرداروں میں صرف جان بخش کی اولاد مویشی چوری کے لئے مشہور ہے ۱۸۴۸ء کے موقع پر خدا بخش اپنی سرکار کا وفادار رہا۔

ضلع گجرات: ضلع گجرات کے انگریز نواز سکھوں اور ہندوؤں کا تذکرہ بھی سر لیپل گریفن نے تقریباً سو صفحات پر لکھا ہے جن میں چند مسلمان بھی انگریزوں کی خدمات کے لئے پیش پیش رہے ہیں جن میں جب خاص طور پر قابل ذکر ہیں سر لیپل گریفن لکھتا ہے کہ شیر جنگ خان کا بیٹا سلطان خان رئیس پوٹھی چبوں میں ایک مقتدر آدمی تھا الحاق کے موقع پر (یعنی جب انگریزوں نے سکھوں کی سلطنت پنجاب پر قبضہ کیا) اسکو خدمات کے عوض جاگیر دی گئی غدر میں اس نے اچھی خدمت انجام دی جسکے صلہ میں اسے پانچ سو روپے نقد انعام دیا گیا۔

گجرات کے گوجروں نے بھی ۱۸۵۷ء کی جنگ کے دوران انگریزوں کی مدد کی ہے ان میں چوہدری سلطان علی کا خصوصیت سے ذکر ہے چوہدری سلطان علی نے ۱۸۵۷ء کی جنگ کے دوران انگریز کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے گجرات کے اس حصہ کی حفاظت کی جو کشمیر سے ملتا ہے اس خدمت کے صلہ میں چوہدری سلطان علی کو ایک گاؤں موضع دمندا

کلاں بطور جاگیر عطا ہوا چوہدری سلطان کے بعد اسکے بیٹے محمد خان، احمد خان، اور فضل علی بھی انگریز کی خدمت میں پیش پیش رہے۔

ضلع شاہ پور: اس ضلع کے مسلمان انگریز پرستوں کا تذکرہ سرلیپل گریفن نے اپنی کتاب میں بڑی تفصیل سے کیا ہے اور اس میں ٹوانے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

گریفن نے سب سے پہلے ٹوانوں کی مختصر تاریخ بیان کی ہے اور اس کے بعد اس خاندان کی ان شخصیات کے کارنامے گنوائے ہیں جنہوں نے انگریز کی امداد میں جان کی بازی لگا کر وسیع جاگیریں اور زمینداریاں حاصل کیں اور اپنے بھائی بندوں کو قتل کرایا۔

سرلیپل گریفن کے بیان کردہ حالات سے اندازہ ہوتا ہے کہ مٹھاٹوانہ کے یہ رئیس مختلف اوقات میں مختلف روپ دھارتے رہے ہیں، سکھوں کے دورِ حکومت میں انہوں نے اپنی وسیع جاگیریں بچانے کے لئے بعض دفعہ سکھوں کے ساتھ تعاون کیا اور بعض دفعہ جنگ کی اور جب پنجاب سے سکھوں کا سورج غروب ہوا تو یہ اپنے علاقے کی حکومت بچانے کیلئے انگریز کے وفادار بن گئے۔ ٹوانہ خاندان کے سربراہ خدایار تھے جنکا ذکر سرلیپل گریفن نے بڑے احترام سے کیا ہے وہ لکھتا ہے ۱۸۳۷ء میں خدایار خان کی وفات پر اس کی جاگیر اس کے بیٹے فتح خان اور بھتیجے قادر بخش میں تقسیم ہوئی تھی، فتح خان اور قادر بخش خان پورے جوش وجذبے کے ساتھ انگریزوں کے لئے خدمات انجام دیتے تھے۔

جب انگریزوں نے سکھوں کے تمام مفتوحات پر قبضہ کرلیا تو انکی توجہ صوبہ سرحد کی طرف ہوئی اور ان مہمات میں ٹوانوں نے اپنے علاقہ سے انگریزوں کو سپاہی اونٹ اور گھوڑے مہیا کئے۔

سرلیپل گریفن نے لکھا ہے کہ فتح خان کا بیٹا فتح شیر خان میجر ایڈورڈ کے ماتحت بڑے بڑے افسروں میں شمار ہوتا رہا ۱۸۸۴ء کی لڑائی میں حد سے زیادہ بہادری کا مظاہرہ کیا اور لڑائی کے اختتام پر سرکار انگریزی نے ٹوانوں کی خدمات کا صلہ دینے میں نہایت فیاضی دکھائی جس علاقہ سے رنجیت سنگھ نے انہیں نکالا اس علاقہ کا چہارم یعنی مالیہ ان کے نام کر دیا، بدلتے ہوئے حالات میں اپنے مستقبل کی راہیں متعین کرنے اور اپنے مفادات کا تحفظ کرنے میں ٹوانہ رئیسوں کو خاص بصیرت حاصل تھی اور وہ فوراً ہوا کا رخ بھانپ لیتے تھے سرلیپل گریفن نے لکھا ہے کہ ٹوانوں نے اپنی بہادری اور حسن خدمت کے صلہ میں اعلےٰ مدارج طے کئے اور آخر کار ان بڑے بڑے رئیسوں میں شمار ہوئے جنہوں نے سرلارنس کے ایما پر سب سے پہلے غدر ۱۸۵۷ء میں برطانوی سرکار کی مدد کی حامی بھری،

ملک فتح شیر خان نے فوراً ایک رسالہ کی رجمنٹ بھرتی کی اور جنرل وان کورٹ کی ماتحتی میں ہریانہ کی لڑائی میں شامل ہوا اور اس کے سردار کئی لڑائیوں میں بڑی جوانمردی سے لڑے خاص کر حصار، بنگال اور جمال پور کی لڑائیوں میں انہوں نے اپنے آپ کو ممتاز کیا،

دھلی فتح ہو جانے کے بعد ٹوانوں کا رسالہ کرنل جیرالڈ کے ماتحت اس گشتی فوج کے ساتھ شامل ہوا جسکا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ انہوں نے نارنول کی لڑائی میں اچھی خدمات انجام دیں، لڑائی میں انہی کی جرأت سے باغیوں کا بہت نقصان ہوا اسکے بعد ٹوانوں کے رسالے نے گڑگاؤں میں امن قائم کرنے کے لئے مدد دی اور بہت سی دیگر لڑائیوں میں حصہ لیا۔

ان کے سردار ملک فتح شیر خان نے اپنے آپ کو زیرک، بہادر، جانباز، سپاہی اور نمک حلال ثابت کیا اور اس لیاقت اور بہادری کے صلہ میں انہیں خان بہادر کا خطاب اور بیس ہزار روپے کی جاگیر ملی، اسکے علاوہ جو عطیات ملے انکی فہرست طویل ہے۔

ملک فتح شیر خان کی خدمات کے ساتھ ساتھ اس خاندان کی دوسری شاخ کے سردار شیر محمد خان کا ذکر بھی سر لیپل گریفن نے بڑی فیاضی اور تفصیل سے کیا ہے اور بتایا ہے ملک فتح شیر خان ٹوانہ نے برطانوی سرکار کے لئے گراں قدر خدمات انجام دیں اسی طرح ملک شیر محمد خان بھی ہر موقع پر پیش پیش رہا اور اسی طرح برطانوی سرکار اس پر بھی اپنی عنایات کی بارش کرتی رہی وہ لکھتا ہے کہ ملک شیر محمد خان ۱۸۴۹ء میں یہ ایک چھوٹے سے رسالے کا کمان دار تھا اور ملتان کی لڑائی میں شامل رہا جہاں اس نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔

سر لیپل گریفن نے آگے چل کر لکھا ہے غدر کے شروع میں ملک شیر محمد نے صرف تین سو سوار بھرتی کئے تھے یہ دستے پہلے پہل علاقہ ستلج اور دھلی میں امن قائم کرتے رہے اور پھر ۱۸۵۷ء میں کمانڈر انچیف کے ماتحت اودھ کی لڑائی میں بھی گئے۔

گورنمنٹ ہند نے انہیں ان خدمات کے صلہ میں خان بہادر کا خطاب عطا کیا انہیں چھ ہزار روپے کی جاگیر اور تین ہزار دو سو بیس روپے تاعمر پنشن دی گئی۔

انکے چچا ملک صاحب خان کی خدمات کا ذکر بھی مصنف نے اپنی کتاب میں بڑی تفصیل سے کیا ہے انہیں انگریز سرکار نے خدمات جلیلہ کے صلہ میں خان بہادر اور سی ایس آئی کے خطابات عطا کئے تھے انہوں نے بھی ۱۸۵۷ء میں اپنی طرف سے رسالے بھرتی کر کے باغیوں یعنی مجاہدین کو قتل کرنے کے لئے برطانوی فوج میں شرکت تھی سر لیپل گریفن کی روایت کے مطابق انہوں نے جہلم کی لڑائی میں بڑی اہم خدمات انجام دیں۔

ملک صاحب خان کے بھائی ملک جہان خان کی خدمات کو بھی سر لیپل گریفن نے بڑے زوردار پیرایہ میں پیش کیا ہے ملک جہان خان پہلے ملتان میں سکھ صوبیدار دیوان ساون مل کے ماتحت رہا لیکن ۱۸۴۱ء میں دیوان ساون مل کی ملازمت ترک کر دی اور اپنے ساٹھ سواروں کو ساتھ لے کر انگریز افسر ایڈورڈ کے ساتھ شامل ہو گیا یہ مجاہدین کے خلاف ضلع جھنگ کی دو لڑائیوں میں شامل رہا اسکے علاوہ اس نے دوران غدر مختلف مقامات پر متعین رہ کر انگریز سرکار کے لئے بڑی اہم خدمات انجام دیں جنکی پوری تفصیل گریفن نے اپنی کتاب میں درج کی ہے۔ غدر کے اختتام پر اسے بھاری انعامات

سے نوازا گیا یہ مختلف عہدوں پر خدمات انجام دیتا رہا اور ۱۸۹۹ء میں اسے خان بہادر کے خطاب سے نوازا گیا۔
ملک جہان خان کے دوسرے بھائی ملک فتح خان نے بھی ۱۸۵۷ء کی جنگوں میں بھر پور حصہ لیا چنیوٹ اور جا چڑاں کی لڑائی میں گراں قدر خدمات انجام دینے کے صلہ میں اسے بھی جا گیر ملی یہ جہلم رجنالہ اور فروز پور کی لڑائیوں میں بھی شامل رہا ان خدمات کے صلہ میں اسے الگ جا گیر دی گئی اسکے بعد اسکا بیٹا ملک مظفر خان بھی برطانوی سرکار کی خدمت میں پیش پیش رہا اور مختلف مواقع پر اسے بھی انعامات ملتے رہے۔

دوران غدر بحیثیت مجموعی ٹوانہ خاندان کی خدمات برطانوی سرکار کے لئے پنجاب کے تمام دیگر اضلاع سے زیادہ ہیں اور انہی خدمات کے صلہ میں اس خاندان کو بے شمار جا گیروں، زمینداریوں کا مالک بنا دیا گیا تھا اور آگے ان کی اولاد کو بھی اعلیٰ تعلیمی اداروں میں تعلیم دلا کر سول سروس کے اعلیٰ عہدوں پر فائز کیا گیا تھا جو مدتوں رعیت کے سروں پر سوار رہے اور بعض آج بھی ہیں سرلیپل گریفن نے ٹوانہ خاندان کی خدمات کے ضمن میں اس خاندان کے چند افراد کے حالات متفرق طور پر بھی لکھے ہیں جن میں ملک مبازر خان ٹوانہ کی خدمات خاص اہمیت کی حامل ہیں مصنف کی روایت کے مطابق ملک مبازر خان کے رسالہ میں شامل رہ کر مجاھدین یعنی انگریز کی اصطلاح میں باغیوں سے لڑتا رہا اس نے جہلم رجنالہ اور فیروز پور کے مقامات پر انگریزوں کی مدد کرتے ہوئے مجاہدین کے ساتھ جنگ کی۔

سرلیپل گریفن کی تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس خاندان کے سارے لوگ دامے درمے اور قدمے سخنے انگریز کے وفادار اور جانثار رہے اور اسی خدمت کے صلہ میں برطانوی سرکار نے انہیں وسیع جا گیریں زمینداریوں اور خطابات سے نوازا ملک خدا بخش ٹوانہ رئیس ہموکا کا ذکر بھی گریفن نے بڑی وضاحت سے کیا ہے انگریزوں نے گراں قدر خدمات کے صلہ میں اسے بھی موضع ہموکا میں وسیع جا گیر عطا کی تھی۔

خان بہادر محمد حاکم خان نون رئیس مٹھا ٹوانہ کا ذکر بھی کتاب میں مفصل طور پر ملتا ہے بقول گریفن نون بھی ٹوانہ خاندان کی ایک شاخ سے تعلق رکھتے ہیں ملک محمد حاکم خان نون نے ابتداء میں ملک محمد شیر خان کے رسالہ میں بھرتی ہو کر انگریز کے لئے خدمات انجام دیں اس نے حصار، نارنولی اور بنگال میں مجاہدین آزادی سے جنگ کی یہ کسی لڑائی مین زخمی ہو گیا اور بعد میں اسے محکمہ پولیس میں ملازمت دی گئی اور اس نے جا گیر کے علاوہ اپنی کوشش سے وسیع اراضیات حاصل کی اسکے بعد اس خاندان کے لوگوں نے انگریز کی وفاداری میں بہت شہرت حاصل کی اور آگے چل کر بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے

ضلع جہلم :ضلع جہلم میں برطانوی سرکاری کے لئے ۱۸۵۷ء میں گھکڑوں کی خدمات قابل ذکر ہیں اور اسکے ساتھ ساتھ جنجوعوں اور چھبوں کی خدمات کا ذکر بھی نمایاں طور پر ملتا ہے جہلم سے جب قوم کے سرکردہ رئیس راجہ محمد اکبر خان نے انگریزوں کا ساتھ دیا اسکے ساتھ ساتھ پنڈ دادن خان کے کھوکھر بھی برطانوری سرکار کی خدمت میں سرگرم رہے۔ ڈومیلی

ضلع جہلم کے گکھڑوں کا ذکر سر لیپل گریفن نے خاص پر کیا ہے اس خاندان کے راجہ اکبر علی خان کا بیٹا محمد خان ۱۸۴۸ء میں جنرل نکلسن کے ساتھ فوج میں رہ کر برطانوی حکومت کی خدمت میں پیش پیش رہے

ضلع راولپنڈی: ضلع راولپنڈی کے مختلف دیہات میں بھی بڑی تعداد میں گکھڑ آباد ہیں۔ جنکا ذکر سر لیپل گریفن نے کیا ہے بالخصوص پھرالہ گکھڑوں کا بڑا مرکز ہے جہاں کے افراد ۱۸۵۷ء میں برطانوی سرکار کے معاون رہے اور اس خدمت کے صلہ میں انہیں جاگیریں زمینداریاں اور تمنداریاں ملیں گکھڑ خاندان کی ابتدائی تاریخ سر لیپل گریفن نے مفصل بیان کی ہے اسکے ساتھ ساتھ راولپنڈی کے بالائی حصہ میں ڈھونڈ قبیلہ آباد ہے ۱۸۵۷ء میں جب انہوں نے کوہ مری میں انگریزوں کے خلاف جنگ لڑنے کا پروگرام بنایا تو کرور اور دوسرے علاقہ کے دھنیالوں نے انگریز کا ساتھ دیتے ہوئے ڈھونڈوں کے ساتھ جنگ کی جسکا ذکر گریفین نے کیا ہے دھنیال خاندان سے کپتان مانا خان کی فوجی خدمات کو گریفن نے خاص طور پر سراہا ہے۔

ضلع اٹک: ضلع اٹک کے زمینداروں اور روساء کا ذکر بھی سر لیپل گریفین نے اپنی کتاب میں بڑی تفصیل سے کرتے ہوئے بتایا ہے کہ کس کس رئیس نے کہاں کہاں کیا خدمات انجام دیں اور برطانوی سرکار نے اس کو اس خدمت کا کیا صلہ دیا پنڈی گھیپ میں جو دہرہ خاندان مقتدر رہا ہے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اس خاندان کے ایک رئیس اولیا خان نے انگریز کا بھرپور ساتھ دیا اور اس کے عوض انگریز نے اسے چار سو روپے بطور انعام عطا فرمائے اس کے بیٹے بھی اس کے بعد انگریز کے وفادار رہے اور انہیں بھی اسی طرح انعامات اور جاگیریں ملتی رہیں۔ اس علاقہ میں کھڑ قوم کے لوگ بھی آباد ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ وہ اعوان ہیں اس قوم کے روساء نے بھی آپس میں اتحاد کر کے ۱۸۵۷ء میں انگریز کا بھرپور ساتھ دیا ملک دوست محمد خان کھڑ کا ذکر سر لیپل گریفین خصوصیت سے کرتا ہے جس کا علاقہ کالا چٹا پہاڑ کے قریب ہے اس کے خاندان کو بھی انگریز سرکار نے اپنی خدمات کے صلہ میں نوازا اور بے شمار جاگیریں دیں۔

ملک محمد امین خان رئیس شمس آباد کا خاندان بھی اس ضلع میں مقتدر رہا ہے اس خاندان سے ۱۸۵۷ء میں ملک فرزند الدین خان نے انگریز کے ساتھ وفاداری اور جرأت کا مظاہرہ کیا اس نے اپنے علاقہ سے فوج بھرتی کر کے دریائے سندھ کے گھاٹوں پر انگریز کی طرف سے مجاہدین اور باغیوں کے ساتھ جنگ کی اور بعد میں اسے جنرل نکلسن اپنے ہمراہ دھلی لے گیا از اں بعد اس خاندان کو بھی جنگی خدمات کے عوض جاگیریں اور انعامات عطا کئے گئے۔

خان محمد اسلم حیات خان کے خاندانی حالات سر لیپل گریفین نے بڑے آب و رنگ سے لکھے ہیں اور بتایا ہے کہ یہ خاندان قوم کا کھڑ ہے اور فرقہ فرو والی کے کالے خان دھریک کی طرح کھڑ کے چوتھے ملک فروز خان کی اولاد ہے ملک محمد اسلم حیات خان کے بیٹے کرم داد خان کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ ایک بہادر سپاہی تھا ۱۸۴۸ء میں اس نے سواروں اور

پیادوں کی جمعیت بھرتی کی تھی جن کی مدد سے جنرل نکلسن نے راولپنڈی کے قریب درّہ مارگلہ پر قبضہ کیا (جنرل نکلسن کی یادگار اس مقام پر اب بھی کھڑی ہماری قومی غیرت کو للکار رہی ہے) ۱۸۵۷ء سے قبل جنرل نکلسن پشاور کا ڈپٹی کمشنر تھا جب پہلے پہل بغاوت شروع ہوئی تو اس نے محمد حیات خان کو آفریدیوں کا ایک دستہ بھرتی کرنے کے لئے کہا جب یہ دستہ لڑائی پر جانے کے لئے تیار ہوا تو جنرل نکلسن خود اس کا کمانڈر مقرر ہوا اور محمد حیات خان کو اس کا معاون مقرر کیا گیا۔

جب جنرل نکلسن کی ۵۵ نمبر پلٹن نے باغیوں یعنی مجاہدینِ آزادی کو ہوتی مردان اور ۲۶ نمبر کی بٹالین نے مجاہدین کو تریموگھاٹ پر شکست دی تو اس موقع پر محمد حیات بھی اس کے ساتھ تھا جب مجاہدینِ آزادی نے دہلی کا محاصرہ کیا تو جنرل نکلسن اپنی فوج اور محمد حیات خان کو لے کر دہلی پہنچا یہاں بھی محمد حیات خان نے انگریز کی وفاداری میں مجاہدین کے ساتھ زبردست جنگ کی جس میں جنرل نکلسن زخمی ہوا۔ (باقی)

بقیہ از صفحہ ۳۰

ذریعے اے۔ کے۔ آر۔ ایس۔ پی کا نام لے کر این جی اوز کو حکومت دینے کی بات کر رہا ہے دوسری طرف بھارت ایران اور روس کی شمالی علاقہ جات میں الگ شیعہ ریاست کے قیام کے لیے راہ ہموار کر رہا ہے کیونکہ الگ شیعہ ریاست کا قیام یورپ کی بھی خواہش ہے۔ جب کہ تاریخی اور جغرافیائی طور پر شمالی علاقہ جات کشمیر ہی کا حصہ ہے اور ان علاقوں کو کشمیر کے ساتھ ملانے میں ہی پاکستان کے مفادات کا تحفظ ہیں بصورتِ دیگر ریاست اور صوبہ کو بننے کی صورت میں اسے الگ شیعہ ریاست یا شیعہ صوبہ کے علاوہ کوئی اور نام نہیں دیا جا سکتا جس کے مفادات ایران اور یورپ کے مفادات کے تابع ہوں۔ اس لیے میری ملک کے اربابِ اقتدار کے علاوہ دینی تنظیموں اور اکابر ملت سے دست بستہ عرض ہے کہ شمالی علاقہ جات کو الگ شیعہ ریاست بننے سے روکنے کیلئے اپنے اثر و رسوخ کا استعمال کریں۔ اور آزاد کشمیر سے الحاق کو یقینی بنائیں۔ اسی میں ملک کی بقا اور اہلسنت آبادی کے لیے تحفظ بھی ہے۔

آزادی کی انقلابی تحریک

فوجی بھرتی بائیکاٹ 1939ء ◎ مؤلف محمد عمر فاروق
(قیمت 150 روپے)

◎ جنگ عظیم دوم میں ہندوستان سے انگریزی فوج میں بھرتی کے خلاف ایک عظیم تحریک ◎ فوجی بھرتی کے خلاف ہندوستان بھر میں مجلس احرار اسلام کی پہلی اور تنہا آواز ◎ اکابر احرار کی جرأت و کردار ◎ آزادی کے گمنام کارکنوں کا تذکرہ ◎ قربانی و ایثار کی لازوال داستان ◎ ایمان پرور واقعات اور کفر شکن مہمات ◎ تاریخ آزادیٔ ہند کے اس روشن باب پر پہلی کتاب

ملنے کا پتہ: بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان (فون: 511961)

پروفیسر محمد حمزہ نعیم صدر شعبۂ عربی/وائس پرنسپل گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج جھنگ

عرب ممالک میں پاکستان سے روزے اور عیدین ایک یا دو دن پہلے کیوں؟

سورج اور چاند دائرۂ فلک کو عبور کرتے ہوئے ہر ماہ کم از کم ایک دفعہ کسی ایک نقطۂ فلک پر اکٹھے ہوتے ہیں، اسے اجتماعِ شمس وقمر یا قرانِ نیرین کہا جاتا ہے۔ نظامِ شمسی کے تمام سیاروں میں چاند سب سے زیادہ تیز رفتار ہے اور جس دائرہ فلک کو سورج ۳۶۵ دن میں طے کرتا ہے چاند اسی فاصلے کو بارہ مرتبہ طے کر کے دس گیارہ دن آگے بڑھ جاتا ہے۔ اور اس طرح سورج کے ساتھ اجتماع کرتے ہوئے ماہ وسال بناتا رواں دواں رہتا ہے۔ اسی فاصلے کو بارہ بروج یا بارہ ماہ کہا جاتا ہے۔ ''تخلیقِ کائنات کے آغاز سے ہی مہینوں کی تعداد اللہ کے ہاں بارہ ہی ہے۔'' القرآن

اسلام میں نماز کا تعلق سورج کے اوقات کے ساتھ ہے جبکہ اس کے سوا تقریباً تمام عبادات کا تعلق چاند کی رؤیت کے ساتھ ہے یعنی آنکھوں دیکھے چاند کے ساتھ ــــــ رمضان المبارک کا آغاز و اختتام، عید الفطر، عید الاضحیٰ، قربانیاں، حج اور زکوۃ کے لئے سال کا شمار، ان سب کا انحصار چاند یعنی صحیح رؤیتِ ہلال پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عہدِ نبوی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام سے آج تک اہلِ اسلام چاند کی امکانی پہلی رات یعنی جاری ماہ کی تیسویں رات کو بعد نماز مغرب نوافل پڑھنے پر تلاشِ ہلال کو ترجیح دیتے اور اسے عمل ثواب سمجھتے آئے ہیں نیز علمائے کرام کے نزدیک بہت سے عقود اور معاملات کا دارومدار بھی صحیح رؤیتِ ہلال پر ہے اور یہ کہ تاریخ بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں۔

زمانۂ قدیم سے ہی اہلِ ہند (ہندی نظریہ کے مطابق) سورج اور چاند کے نقطہ اجتماع کو مقدس (شبھ) گھڑی تصور کرتے آئے ہیں آج بھی ہندوؤں کا یہی نظریہ اور عقیدہ ہے وہ اسے ''اوماوس'' کا نام دیتے ہیں اسی ''اوماوس'' کی رات سے اگلی رات کو وہ دوج لگنا بولتے ہیں لیکن اس ''دوج'' کی رات ہی ان کے علم اور فیصلے کے مطابق ''ہلال'' انسانی آنکھ کی رؤیت کے لائق ہوتا ہے، اس سے پہلے نہیں اس بات پر قارئین دوبارہ غور فرمالیں اس دوج کو دوسری شمار کرنا بڑا مغالطہ ہے بالکل اسی طرح جدید سائنسی زبان میں سورج اور چاند جب ایک درجۂ فلک پر اجتماع کر کے چاند ایک لمحہ بعد آگے بڑھتا ہے، اسی کو نیومون (New Moon) کہتے ہیں مگر یہاں بھی نیومون یا نئے چاند سے مراد نظر آنے والا نیا چاند (ہلال) نہیں بلکہ علمی نیا چاند ہے۔ یہ ایک بڑا مغالطہ ہے کہ نئے چاند کو ہلال سمجھ کر پہلی چاند کا اعلان کر دیا جائے۔

تمام مسلم وغیر مسلم سائنس دان، ماہرینِ ہیئۃ الافلاک، ماہرین ریاضی وجغرافیہ اس بات پر متفق ہیں کہ نیومون لمحہ سے کم از کم بیس گھنٹے گذر رہے بغیر رؤیت ہلال ممکن نہیں اور غروب شمس اور چاند کے افق مغرب سے غروب ہونے میں ۵۰ منٹ کا فاصلہ ہونے سے پہلے ہلال کی رؤیت ناممکن ہے مثلاً ۲۵ جنوری ۲۰۰۱ء کو غروب شمس کے وقت نیومون کی عمر تو زائد از ۲۴ گھنٹے تھی مگر سورج غروب ہونے کے ۴۲ منٹ بعد چاند بھی افق مغرب سے نیچے چلا گیا لہذا چاند بصورت ہلال نظر

نہ آ سکا اسی طرح ۲۴ اپریل ۲۰۰۱ء کی شام چاند کی عمر پاکستان میں ۲۲ گھنٹے سعودیہ میں ۲۴ گھنٹے ہوگی مگر غروب شمس اور غروب قمر میں فاصلہ پاکستان میں ۴۴ منٹ اور سعودیہ میں ۴۸ منٹ کے قریب ہوگا لہذا ہلال صفر نہ یہاں نظر آئے گا، نہ وہاں نظر آئے گا دعوتِ عام ہے ڈھونڈیے ہلال ۲۴ اپریل کی شام باوجود عمر پوری ہونے کے نظر نہ آئے گا اور ۲۳ راپریل کو تو رؤیت ممکن ہی نہیں مگر نیومون سسٹم کے تحت عرب ممالک میں ۲۳ راپریل کی شام سے اوّل صفر کا اعلان کر دیا جائے گا سابقہ تجربہ یہی ہے۔

علمائے اسلام (اللہ کے فیض سے تا قیامت امت کو مستفیض رکھے) ہمیشہ یہی حکم دیتے آئے ہیں کہ شعبان کے ۲۹ دن پورے ہو کر تیسویں شام ہلال کو افق مغرب پر تلاش کیا جائے۔ اگر جم غفیر یعنی بہت بڑے مجمع کو (مطلع صاف ہونے کی صورت میں) ہلال نظر آ جائے یا بادل وغیرہ کی صورت میں عادل مسلمان رؤیت کی شہادت دیدیں تو رمضان کی شب اوّل اور دوسری صبح روزہ شمار ہوگا خیال رہے کہ ۲۸ رشعبان کی شام عادل نہیں عادل ترین مسلمانوں کا جم غفیر بھی شہادت دے تو اسے شہادت نہیں کہا جائے گا البتہ اسے شہادتِ کاذبہ کہا جا سکتا ہے یوں اگر شعبان کے ۲۹ ردن سے اگلی شام رؤیت نہ ہو سکے تو شعبان کے ۳۰ دن پورے کر کے رمضان المبارک کا آغاز کیا جائے گا۔

اب جس طرح سائنسی ترقی نے ہمیں گھڑی گھنٹے، سیکنڈوں تک شمار کر کے دیدیے ہیں، دنیا کی معروف رصدگاہوں (Observatories) نے سورج اور چاند کے کسی نقطۂ فلک پر اجتماع کے بھی درست ترین اوقات دے دیے ہیں حتیٰ کہ سیکنڈ اور اس سے آگے کے باریک حسابات بھی کسی بھی معروف رصدگاہ کو صرف ایک خط لکھ کر منگوائے جا سکتے ہیں۔ اور آنے والے سالوں، صدیوں کے اجتماع شمس و قمر اور رؤیتِ ہلال کی امکانی تاریخیں معلوم کی جا سکتی ہیں۔ (خیال رہے کہ ہم نے ''امکانی تاریخیں'' کہا ہے) اور حیران کن حد تک یہ امکانی تاریخیں اکثر و بیشتر درست رؤیت کی تاریخیں ہوں گی۔ ''یہ ہیں اندازے اس غالب خوب علم والے کے'' اس ذات علیم و قدیر کے اندازے کتنے درست ہوتے ہیں، یہ بات انسان کے فہم و ذکاء سے بالا ہے، ''تمام ستارے سیارے اپنی اپنی مقررہ حدود میں (درست) چل رہے ہیں۔'' اور سورج اور چاند تو ہیں ہی (درست) حساب کتاب کیلئے۔'' تا کہ تم لوگ سالوں کا شمار اور حساب کتاب جان سکو۔'' (القرآن) آپ کہہ سکتے ہیں کہ ایک رصدگاہ غلط معلومات بھی دے سکتی ہے تو جواب یہ ہے کہ دوسری رصدگاہ اس کی تکذیب و تردید کر دے گی (مسلم ممالک میں بھی معیاری رصدگاہیں موجود ہیں) کسی رصدگاہ کو عمداً جھوٹ بولنے اور غلط معلومات دینے کی ہمت اور جرأت نہ ہوگی۔ قواعد و ضوابط موجود ہیں۔ دو اور تین پانچ ہی ہو سکتے ہیں، چار یا چھ نہیں ہو سکتے۔

اور اگر ہم ماہرینِ فلکیات و ریاضی بشمول مسلم و غیر مسلم کو فاسق و فاجر کہ کر ان کے حسابات کو واجب تردید ہی قرار دیں اور ان کے چاند کے طلوع و غروب اور رؤیت ہلال (نیومون کے بیس پچیس گھنٹے بعد) کے حساب کتاب کو غلط کہیں تو پھر سورج کے طلوع و غروب اور نمازوں کے ان کے طے کردہ اوقات کو ہم کیسے درست قرار دیں گے؟ اس بات پر

غیر جانبدارانہ مخلصانہ غور فرمائیں، پھر عرض ہے اللہ کی رضا کیلئے اپنے فہم و دماغ اور عقل پر زور دیکر غور فرمائیں۔

اب ہے مسئلہ رؤیت ہلال یعنی آنکھوں دیکھے چاند کا اور پہلی شب کے تعین کا، تو بعض لوگوں کو سائنس کے لفظ نیومون یا نیا چاند سے غلطی لگی جیسا کہ پہلے ذکر ہوا، انہوں نے سوچا ''نیا چاند'' لفظ ہی پہلی شب کا اعلان کر رہا ہے حالانکہ جیسے دو اور دو پانچ نہیں ہو سکتے اس میں ایک کا ہندسہ مزید شامل ہونا ضروری ہے اسی طرح نیومون کے نظر آنے یعنی قابل رؤیت ہونے کے لئے مزید بیس پچیس گھنٹے گزرنا اور اس کے ساتھ ساتھ غروبِ شمس سے غروب قمر کم از کم پچاس منٹ بعد ہونا شرط کی حد تک ضروری ہے۔ بقول مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ چاند اور ہلال میں یہی فرق ہے کہ ''چاند تو ہر وقت آسمان پر موجود رہتا ہے۔ جبکہ ہلال نظر آنے والے پہلے کے نئے چاند کو کہتے ہیں۔'' اہل اسلام ہلال نظر آنے یا جاری ماہ کے ۳۰ دن پورے ہونے پر اوّل ماہ شمار کرتے آئے ہیں مگر بعض شواہد کی بنا پر ایسے لگتا ہے کہ عرب ممالک اور ان کی پیروی میں پاکستان کے بعض شمالی علاقوں میں غلطی سے (یا کسی خفیہ کافرانہ سازش میں مبتلا کیے جانے سے) نیو مون کو ہی اول چاند شمار کیا جانے لگا ہے۔ حیرت کی بات ہے ۲۸ کا چاند کہاں نظر آئے گا بس نیومون سسٹم کی وجہ سے وہاں روزہ اور عیدین وغیرہ کے اعمال میں ایک دو دن کا فرق آ جایا کرتا ہے۔ ورنہ بقول علامہ ضیاء الدین لاہوری۔ ''ماہرین فلکیات و ریاضی اس بات پر متفق ہیں کہ تمام عالم اسلام میں روزہ، عیدین، قربانیاں اور دیگر شعائر اسلامی اکثر اوقات ایک ہی دن ہو سکتے ہیں، اختلاف صرف کبھی کبھار ہوگا''۔ مثلاً اب ربیع الاول کا چاند ۲۴ مئی کو، ربیع الثانی کا ۲۲ جون کو نظر آئے گا اور یہ ہلال بڑا بھی ہوگا۔ کہ اس کی عمر بھی زیادہ ہے اور غروب شمس سے غروب قمر کا فاصلہ بھی ۹۲ منٹ ہوگا

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے

نوٹ: یہ مضمون اوائل فروری ۲۰۰۱ء میں لکھا گیا ہے۔ تاہم بوجوہ مئی کے شمارے نقیب ختم نبوت کے لئے بھیجا جا رہا ہے۔ قارئین نوٹ فرمالیں۔

اس مضمون میں درج ذیل سے استفادہ کیا گیا:۔

(۱)۔ رؤیت ہلال از مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ (۲) رؤیت ہلال جناب ضیاء الدین لاہوری (۳) جو ہر تقویم از جناب ضیاء الدین لاہوری (۴) سردار عالم جنتری ۲۰۰۱ء (۵) برنی تقسیم ۲۰۰۱ء (۶) ہرنی کو کسی گائیڈ ۲۰۰۱ء کراچی۔ (۷)۔ قومی جرائد و رسائل میں بے شمار مقالات و مضامین ۔(۸)۔ الفرقان لکھنو سابقہ شمارے۔(۹)۔ البنات کراچی قدیم شمارے۔(۱۰)۔ ذاتی تجربات وعلمی تجربات و مشاہدات سعودیہ/ ریاض/ مکہ مکرمہ/ مدینہ منورہ/ صوبہ سرحد پاکستان وغیرہ۔

محمد الیاس

قافلۂ حریت کا سپہ سالار........ شاہ اسماعیل شہیدؒ

اس ملک کی آزادی کیلئے جو عظیم قربانیاں مسلمانوں نے پیش کی ہیں، کوئی دوسری قوم اس کی مثال دینے سے قاصر ہے مسلمانوں کی قربانیوں کے مقابلے پر غیر مسلم اقوام کی قربانیاں ہیچ ہیں۔ لیکن افسوس ان مجاہدین اسلام کو یکسر فراموش کر کے ان کے مقابلے میں ایسے لوگوں کو پیش کیا جاتا ہے جن کا تحریک آزادی میں کوئی مثالی کردار نہ ہونے کے برابر ہے۔ تاریخ کے ساتھ اتنی بڑی ناانصافی کسی اور نے نہیں بلکہ اپنے مسلمان بھائیوں اور اپنے ہم وطن عزیزوں ہی کا ''کارنامہ'' ہے ایسا کیوں ہو رہا ہے؟

صرف اس لیے کہ حقیقت میں سچی قربانیاں دینے والے حیاتِ جاوداں پا گئے ان عظیم لوگوں نے اپنا سب کچھ صرف اس لیے قربان کیا کہ اس دنیا میں اسلام کا بول بالا ہو نہ کہ اسلام کی حیثیت مسافر کی سی ہو اس کے سوا ان کے سامنے کوئی اور مقصد و مدعا نہ تھا۔

شہداءِ بالاکوٹ کا نام آتے ہی ہمارے سامنے ایک روشن اور درخشندہ تاریخ آ جاتی ہے کہ مجاہد کبیر حضرت سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ اپنے ہزاروں ساتھیوں کے ہمراہ کس طرح جامِ شہادت نوش کر گئے۔ ہماری تاریخ میں حضرت شاہ ولی اللہؒ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں، ان جیسی نابغہ روزگار ذات اور علمی شخصیت برصغیر میں تلاش کرنا ممکن نہیں۔

دین اسلام کی جتنی خدمت اس مردِ حریت نے کی، تاریخ میں ان کے ہم پایہ کوئی اور شخصیت نظر نہیں آتی۔ یہ حضرت شاہ ولی اللہ ہی کا کارنامہ ہے کہ آپ نے قرآن مجید کا دنیا میں پہلی مرتبہ فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔ شاہ ولی اللہؒ نے مدینہ منورہ سے دورہ حدیث مکمل کر کے ہندوستان میں حدیث پڑھانا شروع کر دی تاریخ ہند میں آپ سے پہلے کسی نے حدیث شریف درساً نہیں پڑھائی تھی ہندوستان میں درساً درساً حدیث پڑھانے کے بانی شاہ ولی اللہؒ ہی ہیں آپ کے چار بیٹے تھے جن کے اسماء گرامی شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین، اور شاہ عبدالغنیؒ ہیں شاہ اسماعیل شہیدؒ کے والدِ ماجد کا نام شاہ عبدالغنیؒ ہے حضرت شاہ ولی اللہ کے بڑے فرزند ارجمند شاہ عبدالعزیزؒ نے قرآن کریم کی تفسیر فارسی میں لکھی۔ شاہ عبدالقادرؒ اور شاہ رفیع الدینؒ نے قرآن حکیم کا ترجمہ فارسی سے اردو زبان میں کر کے پوری دنیا پر اپنے علمی خاندان کی دھاک بٹھا دی

اسی عظیم انسان کے پوتے کا نام حضرت شاہ اسماعیل دہلوی شہیدؒ ہے جس نے اپنے مرشد و مربی حضرت سید احمد شہید کے رفیقِ فکر بن کر ہندوستان سے شرک و بدعات کا خاتمہ کرنے کے لئے اپنی ناز و نعم میں پلی قیمتی جان جہاد فی سبیل اللہ میں قربان کر دی شاہ اسماعیل شہیدؒ کی ولادت کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ ایک روایت میں آپ کی پیدائش ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ مطابق ۲۹ راپریل ۱۷۷۹ء کو اپنے ننھیال ''پھلت''، ضلع مظفر نگر دہلی (انڈیا) میں ہوئی والد ماجد کا نام شاہ عبدالغنی اور والدہ محترمہ کا نام فاطمہ تھا آپ کی والدہ مولوی علاء الدین پھلتی کی صاحبزادی تھیں شاہ اسماعیل شہیدؒ نے اپنی ابتدائی تعلیم کا آغاز اپنے والد ماجد سے کیا جو ۱۶، رجب ۱۲۰۳ھ ۲، اپریل ۱۷۸۹ء کو وفات پا گئے اس وقت شاہ صاحب کی عمر صرف ۱۰ برس تھی آپ کے عمِ مکرم شاہ عبدالقادرؒ نے آپ کی تربیت کی شاہ عبدالقادرؒ کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی صرف ایک بیٹی تھی جس کا نام زینب تھا۔ اس کا نکاح شاہ رفیع الدین کے فرزند

عبدالرحمٰن عرف مصطفٰے سے ہوا تھا ان کی بھی صرف ایک بیٹی تھی جس کا نام کلثوم تھا شاہ اسماعیل کا نکاح انہی سے ہوا اس طرح شاہ عبدالقادرؒ کو شاہ اسماعیلؒ سے کئی نسبتیں پیدا ہوگئیں پہلی نسبت یہ تھی کہ شاہ عبدالقادرؒ، شاہ اسماعیلؒ کے حقیقی عمِ محترم دوسری نسبت کہ شاہ اسماعیلؒ کو اپنا بیٹا بنا لیا تیسری نسبت یہ ہوئی کہ اپنی نواسی کا نکاح شاہ اسماعیلؒ سے کر دیا شاہ عبدالقادرؒ نے اپنی زندگی میں اپنی پوری جائیداد حصص شریعۃ کے مطابق اپنی صاحبزادی اور بھائیوں کے نام کر دی تھی اور ان کی اجازت سے ایک حصہ شاہ اسماعیل کو دے دیا تھا۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ نے سید احمد شہید کی زیرِ قیادت ایک جیشِ حریت ترتیب دیا تا کہ ہندوستان میں موجود غیر اسلامی رسوم ورواج کا سدباب کیا جا سکے۔ اس وقت ہندوستان میں راجہ رنجیت سنگھ کی حکومت تھی جس نے مسلمانوں کی زندگی اجیرن کر کے رکھی تھی، قتل و غارت گری بامِ عروج تک پہنچ چکی تھی مساجد کی بے حرمتی روز کا معمول بن چکا تھا لاہور کی بادشاہی مسجد کو گھوڑوں کا اصطبل بنا کر راجہ رنجیت سنگھ نے اپنی تباہی کا پرخار راستہ خود متعین کر دیا جب امیر المؤمنین سید احمد بریلی شہیدؒ کو ان سنگین حالات واقعات کا علم ہوا تو آپ نے اعلان جہاد کر دیا۔ اس وقت مسلمانوں پر افسردگی و بے چارگی طاری تھی۔ ان کے درمیان حکمرانوں کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے ہنگامہ مسابقت بپا تھا یہاں تک کہ جہاد کی عزت وحرمت کے اندازہ شناس بھی بہت کم تھے اکثریت اس کے نام ہی سے ہراساں و گریزاں تھی سید صاحب کے اعلانِ جہاد کا مقصد و مدعا حصول آزادی اور غیر اسلامی و غیر اخلاقی رسومات کا خاتمہ تھا آپ درس کیلئے کسی مادی معاوضے یا دینوی منفعت کے کبھی طلبگار نہ ہوئے جب مجاہدین کی یہ جاں نثار و جانباز جماعت فتوحات حاصل کرتی چلی گئی تو راجہ رنجیت سنگھ نے بذریعہ قاصد سید صاحب کو کہلا بھیجا کہ ''سید احمد مزید پیش قدمی نہ کر و آدھی سلطنت لے لو لیکن آگے نہ بڑھو'' سید احمد شہیدؒ نے شیر کی طرح للکارتے ہوئے دلیرانہ جواب دیا کہ ''راجہ رنجیت سنگھ میں گورنری کیلئے یہاں تک نہیں آیا بلکہ میں قوم کو تیرے جور وستم سے نجات دلانے کیلئے آیا ہوں''۔

جذبۂ شہادت سے سرشار یہ جماعتِ مجاہدین اپریل ۱۸۳۱ء کو بالاکوٹ پہنچی جہاں راجہ رنجیت سنگھ کی فوجوں سے سامنا ہو گیا معرکۂ حق و باطل برپا تھا مجاہدین دیوانہ وار سکھوں سے نبرد آزما تھے راجہ رنجیت سنگھ کی فوجوں نے شب خون مارا ۲ مئی ۱۸۳۱ء کو امیر المؤمنین سید احمد کو سجدہ کی حالت میں شہید کر کے ان کی گردن کاٹ دی گئی بعد ازاں دست بدست لڑائی شروع ہوگئی شاہ اسماعیلؒ شمشیر بکف چار دن تک سکھوں کا مقابلہ کرتے اور دشمن فوجوں کو ناکوں چنے چبواتے رہے عین لڑائی میں ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کر دی شاہ اسماعیلؒ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! اس وقت تک نہیں مروں گا جب تک تیری گردن نہ کاٹ دوں وہ آدمی خوف زدہ ہوگیا کتب ثقہ کی روایت ہے کہ جب اللہ کا کوئی برگزیدہ بندہ قسم کھا لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم پوری کر دیتا ہے ۔حضرت شاہ صاحب اس گستاخ رسول ﷺ کے تعقب میں تھے کہ عقب سے ایک دشمن فوجی نے تلوار کا زبردست وار کر کے انہیں شدید زخمی کر دیا حضرت شاہ صاحب نے گہرے زخم کی پرواہ کیے بغیر برق رفتاری سے آگے بڑھ کر اپنی تلوار پوری قوت سے شاتم رسول ﷺ کے سینے میں اتار دی وہ چکرا کر گرا اور جہنم واصل ہوگیا پھر آپ بھی اس دشمن رسول ﷺ کے اوپر گرے اور شہید ہو گئے یہ ۶ مئی ۱۸۳۱ء کا دن تھا۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال، غنیمت نہ کشور کشائی

شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تصانیف

شاہ اسماعیل شہیدؒ صرف مجاہد ہی نہیں کئی کتابوں کے مایہ ناز مصنف اور بہت بڑے عالم دین بھی تھے۔ شاہ صاحب نے مختلف موضوعات پر جوگرانقدر کتابیں لکھ کر عالمِ اسلام میں اپنالوہا منوایا۔

ان کی فہرست درج ذیل ہے

۱۔ ''ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح'' (اہل علم کا بیان ہے کہ حقیقت بدعت میں ایسی کتاب آج تک کسی زبان میں نہیں لکھی گئی)

۲۔ منصبِ امامت ۳۔ عبقات ۴۔ تقویت الایمان ۵۔ تنوالعینین فی اثبات رفع الیدین ۶۔ اصولِ فقہ ۷۔ منطق میں ایک رسالہ ۸۔ صراطِ مستقیم کا پہلا حصہ

الغرض شاہ اسماعیل شہیدؒ نے دعوتِ اصلاح و جہاد کا علم بلند کیا تو ملک کی عام کیفیت بعد کے دور سے یقیناً مختلف تھی۔ تاہم ان کی بے سرو سامانی ہماری بے سرو سامانی سے متفادت نہ تھی آپ اللہ کا نام لیکر اٹھے اور عزیمت و استقامت کے اعجاز سے وہ تحریک پیدا کی جس کی شعلہ فشانی نے پچیس سال تک سکھوں اور ایک سو سال تک برطانیہ جیسی قوتِ قاہرہ کو مسلسل آتش زیرِ پا رکھا یہ مقدس بزرگ پاک و ہند کے ایک دور افتادہ گوشے میں اپنے خونِ حیات سے مراد کے نقوش ابھارتے اور روشن مستقبل کے خط و خال سنوارتے رہے آج کون اندازہ کر سکتا ہے کہ ان کے دلوں میں کیسے کیسے ولولے اور جذبے موجزن تھے دماغوں میں کیسے کیسے انتظامی نقشے بسے ہوئے تھے۔ جن کی حیاتِ مستعار کا ایک ایک لمحہ ادائے فرض اور رضائے حق کیلئے وقف رہا، وہ لوگ ان کی عظمت کا اندازہ کبھی نہیں کر سکتے، جو تسلیم و رضاء کے صحیح مفہوم سے بھی یکسر ناآشنا ہیں۔

مجاہد ختم نبوت آغا شورش کاشمیریؒ نے جب بالاکوٹ میں سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کے مزاروں پر حاضری دی تو یہ شعر بے اختیار ان کا وردِ زبان ہو گیا

ہم گناہ گاروں پہ بالا کوٹ کا یہ قرض ہے
شرک کی بنیاد ڈھا دینا ہمارا فرض ہے

ہمارا فرض ہے کہ جو مشن، موقف اور نظریہ لے کر شاہ اسماعیل شہیدؒ دہلی کے محل سراؤں سے نکلے اور بالاکوٹ کے ہاڑوں پر اپنی جان قربان کر دی۔ اسی مشن اور نظریے کی تکمیل کیلئے کفر کے خلاف برسرِ پیکار ہو جائیں پاکستان کے سکولوں، کالجوں ریونیورسٹیوں میں شاہ صاحب کی کتاب ''تقویت الایمان'' کو بطور نصاب رائج کیا جائے ان کی تعلیمات کو فروزاں کیا جائے اور ں دور کے رنجیت سنگھ نظریاتی و فکری اولاد سے سرزمینِ وطن کو پاک کیا جائے تا کہ صحیح معنوں میں اسلامی نظام کا نفاذ عمل میں آ سکے۔

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
ہم نے تو دل جلا کے لبِ بام رکھ دیا

محمد عمر فاروق

تحریک آزادی کے مجاہد.........رفیق غلام ربانی

تلہ گنگ کی اصل تاریخ ضلع اٹک سے وابستہ ہے۔ سابق ضلع اٹک جو کہ پنڈی گھیب، فتح جنگ، اٹک اور تلہ گنگ پر مشتمل تھا۔ اس کی تاریخ سے آگاہی کے بغیر تلہ گنگ کا کردار نامکمل رہ جاتا ہے۔ پرانے دور کی سیاسی صورتحال پر ایک نظر ڈالیں تو دو بڑی شخصیات میدان سیاست میں نمایاں دکھائی دیتی ہیں۔ یعنی کہ شمس آباد کے ملک سر محمد امین اور مکھڈ کے پیر لال بادشاہ مرحوم۔ ملک سر محمد امین جنگِ عظیم اول میں انگریزوں کے معاون تھے اور انہوں نے انگریزی فوج میں بھرتی دینے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ جس کی تفصیلی تذکرہ انگریز مصنف Mr. Leifh کی کتاب "The Punjab and the war" میں موجود ہے۔ جبکہ پیر لال بادشاہ آف مکھڈ انگریز پرست جماعتِ یونی نسٹ پارٹی میں شامل تھے۔ جس کے قائد سر فضل حسین اور سر سکندر حیات آف واہ تھے۔ مسلم لیگ اگر چہ موجود تھی۔ لیکن ابھی اس کا حلقۂ اثر وسیع نہیں تھا۔ یہی حال کانگریس کا تھا ان حالات کے ہوتے ہوئے یہاں پر تحریکِ آزادی کا تصور کرنا ہی محال تھا۔ لیکن یہاں پر ٹمن کی معروف شخصیت حضرت امام غزالیؒ کا وجود سورج کی طرح چمکتا ہوا سامنے آتا ہے۔ آپ نے انگریز پرستوں کے اس نیٹ ورک کو توڑنے کی ٹھانی تحریکِ خلافت کو پورے راولپنڈی ڈویژن میں اس بھرپور انداز میں منظم کیا کہ لوگوں میں غلامانہ خیالات کی جگہ آزادی اور بغاوت کے جذبات پیدا ہونے لگے۔ بعد ازاں آپ کی جلائی ہوئی آزادی کی مشعل کو آپ کے مشہور زمانہ شاگردِ عزیز مولانا محمد گل شیر خان شہید آف ملہووالی نے اپنی سحر آفریں خطابت، دل میں اتر جانے والی تلاوتِ قرآن مجید اور بے لوثی و بے غرضی سے اٹک، جہلم، میانوالی، سرگودھا اور راولپنڈی کے اضلاع پر اپنی شخصیت کا سکہ بٹھا دیا۔ مولانا گل شیر شہید حج بیت اللہ کے موقع پر محوِ خواب تھے کہ آپ کو مجلسِ احرار اسلام میں شامل ہونے کا حکم بارہ گاہِ نبویؐ سے صادر ہوا۔ واپسی پر آپ نے ان اضلاع میں مجلس احرار اسلام کی شاخوں کا جال بچھا دیا۔ تلہ گنگ میں بھی آپ ہی کی محنت سے مجلس احرار اسلام کا قیام 1942ء میں عمل میں آیا۔ جس کے درج ذیل عہدیداران منتخب ہوئے۔ صدر مستری عبداللطیف، نائب صدر بابا ملک ہست خان جھاٹلہ، جنرل سیکرٹری حکیم نور محمد مسلم ٹمن، جائنٹ سیکرٹری رفیق غلام ربانی، ناظم نشر و اشاعت اول شیخ محمد ایوب حست، دوم حافظ شیخ محمد امین، سالار شیخ محمد حسین، نائب سالار ملک احمد خان، تلہ گنگ میں مجلس احرار کے قیام سے عوام الناس کے حوصلے بڑھے اور غلامی کے منحوس اثرات رفتہ رفتہ کم ہونے لگے۔ رفیق غلام ربانی کی عمر ۱۸ برس تھی کہ آزادی کے پروانوں میں منفرد اور بے باک شخصیت کے طور پر پہچانے جانے لگے۔ اللہ نے آپ کو زبان و قلم کے علاوہ عملاً تحریکِ حریت میں حصہ لینے کی خصوصی توفیق اور ہمت عطا فرمائی تھی۔ آپ نے اپنے بزرگ ساتھیوں کے شانہ بشانہ جوشِ جہاد اور جذبۂ حریت کو ابھارنے میں اپنی جوانی کے بہترین سال صرف کیے ان بہادر اور چٹان صفت دلاوروں کے مضبوط ارادوں اور وقت کی جابر و قاہر حکومت یعنی انگریز سے ٹکرا جانے کی فولادی قوت کا منظر آہرہ چشمِ فلک نے بار بار دیکھا۔ ان آتش نفسوں نے جگہ جگہ پر انگریز کے خلاف جلسوں کانفرنسوں اور جلوسوں کا انعقاد کر کے آزادی کی منزل کو قریب تر کر دیا 1945ء میں رفیق غلام ربانی اپنے درجنوں احرار کارکنوں اور رہنماؤں کے ہمراہ جیل میں بند کر دیے گئے لیکن ان کے حوصلے اور استقامت میں ذرہ بھر فرق نہ آیا۔ یہ گرفتاری

ہندوستان کے چیف آف آرمی سٹاف سرکلاڈ آکنلیک کے حکم پر عمل میں لائی گئی تھی۔ جوان دنوں تلہ گنگ میں آئے ہوئے تھے۔ ان سرفروشوں کی قربانیوں کے بعد جب وطن کے مقابلے میں دفاعِ پاکستان کانفرنسیں منعقد کیں۔ بعدازاں جب قادیانی فتنے نے سر اٹھایا تو یہ مردِ مجاہد پھر میدان عمل میں آ گیا جابہ کے مقام پر قادیانی سربراہ مرزا بشیرالدین محمود نے ''نخلہ'' کے نام سے ربوہ کی طرح دوسرا قادیانی ہیڈکوارٹر قائم کرنے کے لیے وسیع قطعۂ اراضی خرید کر تعمیر شروع کر دی جس پر جناب رفیق غلام ربانی نے مجلس احرار اسلام کے قائد حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو خط لکھ کر مطلع کیا اور اسی جگہ یعنی ''نخلہ'' کے مدِ مقابل ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کیں جن میں حضرت امیر شریعتؒ کے علاوہ تمام مرکزی قائدین احرار بھی تادمِ آخر شریک ہوتے رہے اور بالآخر قادیانی میدان چھوڑ کر بھاگ گئے آج ''جابہ'' میں مسجد ختم نبوت قائم ہے اور کانفرنس بھی ہر سال باقاعدگی سے ہوتی ہے۔ رفیق غلام ربانی نے شیخ سراج دین مرحوم کے والد ماجد حاجی شیخ غلام یٰسین مرحوم کے ساتھ مل کر تلہ گنگ اور اس کے نواح میں اہل سنت والجماعت کو بیدار کیا اور اسلام کی دعوت و تبلیغ کے ماحول کو سازگار بنانے میں تاریخی خدمات سرانجام دیں۔ داخلے پر پابندی لگائی گئی لیکن یہ مردِ احرار دینِ حق کی دعوت کو پھیلانے سے نہ رکا آپ کی تاریخی جدوجہد گزشتہ ساٹھ برس سے جاری ہے لیکن آج بھی آپ پوری تندہی کے ساتھ وفاو استقامت کی عملی تصویر بنے ہوئے ہیں رفیق غلام ربانی اب ضلعی مجلس احرار اسلام کے امیر اور احرار کی مرکزی شوریٰ کے ممبر ہیں تلہ گنگ میں آپ کی مساعی سے عظیم دینی ادارہ مسجد و مدرسہ ابوبکر صدیق قائم ہو چکا ہے۔ جہاں رات دن قرآن و حدیث کی تعلیم دی جارہی ہے انہوں نے غلام کی تاریخ رات میں روشنی کا سفر شروع کیا تھا۔ آج ہر طرف روشن کرنوں کا راج ہے ایسے مجاہدوں کی محنت کے نتیجے میں وطن آزاد ہوا، ہندو ملک چھوڑ گیا، قادیانی گماشتہ ہمیشہ کے لیے ہار گیا اور ظلمتوں کے بیوپاری دم دبا کر بھاگ گئے۔

اب نام رہے یا نہ رہے، عشق میں اپنا
رودادِ وفا، دار پہ، دُھرا تو گئے ہم

مکتبۂ احرار لاہور کی نئی پیش کش

خطیب الامت، بطلِ حریت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی مستند سوانح حیات، ملی و دینی خدمات، جہد و ایثار اور عزیمت و استقلال کا عظیم مرقع نیا ایڈیشن، رنگین و دیدہ زیب سرورق کے ساتھ پہلے ایڈیشنوں سے یکسر مختلف اور منفرد

حیات امیر شریعت

مؤلف: جانباز مرزا (قیمت:-/150 روپے)

ملنے کا پتہ:

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

مکتبۂ احرار 69 سی حسین سٹریٹ وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور، فون: 5865465

ساغر اقبالی

زبان میری ہے بات ان کی

❁ ''اللہ آپ کو ناظم بنادے'' بھکاری کی دعا پر امیدوار نے پانچ سو روپے خیرات دے دیئے۔ (ایک خبر)

چلیں! ایک ووٹ تو پکا ہوا۔

❁ پاکپتن ''بہشتی دروازے'' پر بھگدڑ۔ چالیس ہلاک۔ (ایک خبر)

عقل نئیں تے موجاں ای موجاں!

❁ بے نظیر اور آصف زرداری کی سزائیں، سپریم کورٹ نے ختم کر دیں۔ (ایک خبر)

اور شریفین کو حکومت نے معاف کر دیا۔

❁ مولوی کرسی کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔ اسلام کی فکر نہیں۔ (مولانا اکرم اعوان)

رب کی دھرتی رب کا نظام　　　انجمن کے گھر میں سارا انتظام

❁ پاکستان تلاوتاں کرن لئی نئیں، ترقیاں کرن لئی بنیا اے۔ (حمید اختر)

اختر سنگھ اینڈ پریم سنگھ از دی سیم تھنگ۔

❁ بنیاد پرست کسی بھی وقت اقتدار پر قبضہ کر سکتے ہیں۔ (بے نظیر)

انشاءاللہ

❁ سیف الرحمٰن نے آصف زرداری کے پاؤں پکڑ کر معافی مانگ لی۔ (ایک خبر)

چیچو چیچ گنڈیری دونوں　　رات کی ہیرا پھیری دونوں

❁ ''ڈاڑھی بڑھائیں۔ بسنت نہ منائیں۔ نیکریں نہ پہنیں۔ یہ دقیانوسی باتیں ہیں۔ (جنرل مشرف)

ڈاڑھی بڑھائیں۔ مونچھیں پست کریں۔ مشرکوں کی مخالفت کریں'' یہ رسول اللہ ﷺ کی باتیں ہیں۔

تم دقیانوس، تمھاری سوچ کافرانہ، توہین رسالت کے مرتکب

❁ فیض پیتے تھے مگر بہکی بہکی باتیں نہیں کرتے تھے۔ ندیم قاسمی پیتے نہیں مگر بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں (بخش لائلپوری)

اول شر بشر میں ہے پھر شر شراب میں　　ممکن نہیں شراب پئیں اور شر نہ ہو

❁ اقتدار ملا تو طالبان کا اثر ختم کر دیں گے۔ (بے نظیر)

بس چلا تو طالبان تمہیں کھرل کر دیں گے۔

❁ پالتو سؤر حلال ہے۔ (گورنمنٹ کالج لاہور کے پروفیسر)

بشرطیکہ وہ گورنمنٹ کالج لاہور کا پلا ہوا ہو!

آفتاب اقبال

سفر نامہ خیر اندیش

المحترم کراؤ برلس،

المملکت العربیۃ السعودیہ العرب الشریف۔

ہذا معاملات خارج از حدود البرداشت لا اجازت من الٹیلی فون ولا سہولت الفیکس مشین۔ای میل۔صریحاً نی ناممکنات الدنیا۔الصحافی من الباکستان داخل فی قصر ضیافت برائے انٹرویوفی مساکین الپردیس۔تاہم ظالمین السیکورٹی وگارڈ حضرات طعام ہم فی پھینٹی زبردست۔گٹے گوڈے التباہ ولبرباد۔کھنے استری اللباس،پھیتی پھیتی۔وہ گریبان الچاک شدہ۔الغرض۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

ذالک خواہش،الشدید،فی لطف اندوز،فی الکرکٹ من الشارجاۃ۔ولیکن لا اجازت فی الخروج فی المملکۃ العربیۃ ولا انتظام،فی دخول من المارات،ہیں جی؟ انا محدود مع فیملی فی القصر ضیافت عرف عام قفص ضیافت،حکمران الغاصب،البرویز المشرف زبردست پھوک شوک فی المیاں اظہر برائے وزارت عظمٰی وغیرہ۔ولیکن میاں المذکور قائدنا معقول ورجل،بے فضول۔ہذا صدر،الباکستان مسلم لیگ نمبر الثانی(دونمبر) تیاری التقریر من الٹیلی ویژن۔میرے عزیز ہم وطنو!

درآں حالیکہ،التقریر المیاں اظہر تمام عمر کثیر الکثیر (زیادہ سے زیاد) میرے عزیز ارائیو!

الشباز صاب پھڑا الشدید من الکھسن الاباجی۔ذالک ضد بازی فی معاملہ البیگم الثانی المسماۃ ہنی الدختر منظور ''صاب''،المشہور چھرانی الریس کلب لاہور۔ذالک اباجی اصرار الشدید فی طلاق المغلظہ من الہنی بیگم،الیکلخت ولیکن ''شباز صاب'' التال المٹول الحسب السابق۔

علٰی ہذا القیاس فی المقدمات الفراڈ وکرپشن من الچوہدریان الگجرات عن قریب۔شکر الحمد وللہ رب العالمین۔کارکردگی الادارۃ المنیب (NAB) المبترین چودھریان الگجرات،میاں اظہر،واختر رسول الکھگھ والمیاں معراج دین تمام چمچگان الاسٹیبلشمنٹ اللشین۔

والسلام

(من الخیر اندیش)

احرار ختم نبوت مشن برطانیہ کے صدر کی چیچہ وطنی میں آمد

چیچہ وطنی 15 اپریل احرار ختم نبوت مشن برطانیہ کے صدر شیخ عبدالواحد گزشتہ روز یہاں پہنچے،بعدازاں مرکزی ناظم نشریات عبداللطیف خالد چیمہ کے ساتھ ملاقات میں برطانیہ میں جماعتی کام بالخصوص ردّ قادیانیت کے حوالے سے ضروری مشاورت ہوئی،شیخ عبدالواحد اپنے قیام کے دوران ملتان اور لاہور کے مراکزِ احرار کا دورہ کریں گے۔ان شاءاللہ

پاکستان کی ننانوے فیصد آبادی ماڈریٹ نہیں بلکہ نظریۂ پاکستان کی محافظ ہے

مجلس احرار اسلام، این جی اوز اور حکومت کی دین دشمن کارروائیوں کی مزاحمت کرے گی (امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ)

لاہور 10۔ اپریل مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا محمد اسحٰق سلیمی، سید محمد کفیل بخاری اور عبداللطیف خالد چیمہ نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ جنرل مشرف نے ڈاڑھی بڑھانے کو رجعت پسندانہ اور دقیانوسی عمل قرار دے کر کھلا توہینِ رسالت کا ارتکاب کیا ہے۔ احرار رہنماؤں نے اسلامی نظریاتی کونسل سے مطالبہ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ ڈاڑھی کے بارے میں جنرل مشرف نے اپنے سرکاری منصب کے حوالے سے جو دریدہ دہنی کی ہے وہ اس کا نوٹس لے کر اس کی شرعی حیثیت کے بارے میں اپنے مؤقف سے قوم کو آگاہ کرے۔ انہوں نے کہا کہ انتہا پسندی کو بنیاد پرستی سے تعبیر کرنے والے جنرل مشرف یاد رکھیں کہ بنیاد پرستی ہمارے لئے طعنہ نہیں بلکہ اعزاز ہے۔ قوم کو ''کنجر کلچر'' کا سبق پڑھانے والے اور اتاترک کا نظام پاکستان پر مسلط کرنے کی کوشش کرنے والے کچھ زیادہ ہی خوش فہمی میں مبتلا ہیں۔ ڈاڑھی رکھنے، ستر پوشی کرنے اور ثقافت و تفریح کے نام پر آوارگی اور اوباشی کی مخالفت کرنا ''ذہنی پسماندگی'' (بیک ورڈنس) نہیں ہے۔ شعائر اسلام کو قدیم روایتی خیالات قرار دے کر جنرل صاحب نے جس پسماندہ اور ژولیدہ سوچ کا اظہار کیا ہے کوئی غیرت مند مسلمان اس کی تائید نہیں کر سکتا۔ ۹۹ فیصد آبادی کو ماڈریٹ قرار دینا تجاہل و استہزا ہے۔ چیف ایگزیکٹیو نیکر چھوڑ کر بے شک سب کچھ اتار دیں لیکن قوم کے حال پر رحم کریں اور مغربی کلچر کی تقلید میں قوم کی بہو بیٹیوں کو بازار اور منڈی کا مال بنانے کی سرکاری ترغیبات سے اجتناب کریں۔ یہ خود ان کے لئے بھی بہتر ہے۔ جنرل صاحب مفتی یا فقیہہ کا منصب سنبھالنے کی بجائے اپنے کام سے کام رکھیں۔ ملک میں سیاسی ابتری اور انتظامی بے تدبیری بڑھ رہی ہے لیکن چیف ایگزیکٹو اس ناکامی کا اعتراف یا ازالہ کرنے کی بجائے سیکولرازم اور لبرل ازم کو اسلام کے مقابلے میں پیش کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی دینی جماعتیں ''پرویزی اسلام'' کی پوری قوت سے مزاحمت کریں گی۔ مغرب کے فکر و فلسفہ سے مرعوب اور مغربی طرزِ زندگی کے دلدادہ ایک مخصوص طبقے کی اچھل کود کو سرکاری سرپرستی دینا آئین اور نظریۂ پاکستان کی توہین ہے۔ این جی اوز کی موجودہ دین دشمن حکومت اسلامی شعائر اور دینی و ملی غیرت و حمیت کے درپے ہے۔ اسلام کے اساسی عقائد و نظریات اور پاکستان کے نظریاتی تشخص کی جنگ لڑنے والے ایک فیصد نہیں غالب اکثریت میں ہیں۔ صرف ان کے منظم ہونے کی دیر ہے، سب کو روشنی ہو جائے گی۔ جنرل مشرف کا بیان مداخلت فی الدین ہے۔ ہم پاکستان کو کسی بھی قیمت پر سیکولر اسٹیٹ نہیں بننے دیں گے۔

عالمی سودخوروں کی شرائط رد کر کے ملک کو اقتصادی تباہی سے نکالا جائے

مسلمانوں کو قادیانی فتنے اور این جی اوز کی سازشوں سے بچانے کے لئے رد قادیانیت کورسز شروع کیے جائیں گے

﴿امیر احرار حضرت سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ﴾

مرکزی مجلس [illegible] کے دفتر احرار [illegible] میں ہونے والے [illegible] سے رہنماؤں احرار کی گفتگو

لاہور ۲۱، اپریل مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ مجلس احرار اسلام پاکستان میں نفاذِ اسلام

کی جدوجہد کو منظم اور رائے عامہ کو بیدار کرنے کے لئے حکومت الٰہیہ کانفرنسیں منعقد کرے گی۔اسی طرح مسلمانوں کو قادیانی فتنے اور این جی اوز کی سازشوں، تباہ کاریوں سے بچانے کیلئے ردّ قادیانیت کورسز شروع کئے جائیں گے۔وہ دفتر احرار لاہور میں منعقدہ مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔انہوں نے مجلس عاملہ کے فیصلوں کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے اکابر نے فرنگی استعمار کو برصغیر سے نکالا تھا اب ہمیں پاکستان سے امریکن سامراج کے گماشتوں کو نکالنا ہوگا اور یہود و نصاریٰ کے تہذیبی، اعتقادی، اور سیاسی اثر و نفوذ کو ختم کرنا ہو گا۔انہوں نے احرار کی مرکزی مجلس عاملہ میں منظور کی گئی قراردادوں کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ

مجلس احرار اسلام کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک کی داخلی صورتحال پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک میں امن وامان کی ناگفتہ بہ حالت کو کنٹرول کیا جائے اور امن وامان کو بحال کر کے عوام کی جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔ناجائز اسلحہ کے خلاف کریک ڈاؤن کے فیصلے کو عملی جامہ پہنایا جائے۔

سود خور عالمی مالیاتی اداروں کی کڑی شرائط تسلیم کر کے ملک و قوم کو تباہی کے کنارے پر کھڑا کر دیا گیا ہے۔حکمران، ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف سے ملکی وقار کے منافی کسی بھی سمجھوتے پر دستخط نہ کر کے پاکستان کو اقتصادی تباہی کے گڑھے سے باہر نکالیں، طویل خشک سالی کے شکار علاقوں کو فوری امداد مہیا کی جائے اور متاثرہ اضلاع کو آفت زدہ قرار دے کر ان کا مالیہ معاف کیا جائے۔

پاکستان میں بلا تاخیر اسلامی نظام کا نفاذ کر کے نظریہ پاکستان کو عملی تعبیر سے ہمکنار کرنا حکومت کا اوّلین فرض ہے۔نفاذ اسلام سے روگردانی ہی آسمانی آفتوں کا باعث بن رہی ہے۔

شفاف اور غیر جانبدارانہ احتساب کر کے قومی لٹیروں سے ملکی دولت واپس لی جائے اور مرتکبین کو قرار واقعی سزا دے کر عبرت کا نشان بنا دیا جائے

افغانستان، کشمیر، فلسطین، چیچنیا، اور الجزائر میں مسلمانوں پر مظالم کے خلاف دوٹوک مؤقف اختیار کیا جائے اور مظلوم مسلمانوں سے روا رکھے جانے والے غیر انسانی سلوک کے خلاف مضبوط آواز اٹھائی جائے۔

سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے سے واضح طور پر انکار کر کے آبرومندانہ روّیہ اختیار کرنا ہی پاکستان کے شایانِ شان ہے

یہ اجلاس ہر ایسے اقدام کی مذمت کرتا ہے جس کا نتیجہ پاکستان کی ایٹمی قوت سے محرومی کی شکل میں ظاہر ہو۔حکومتِ پاکستان کو داخلی و خارجی لحاظ سے محفوظ کر کے ملکی سلامتی کا تحفظ کرے۔

ذرائع ابلاغ کے ذریعے پھیلائی جانے والی فحاشی کا سدباب کیا جائے اور پاکستان کے نظریاتی تشخص کو پامال ہونے سے بچایا جائے۔

تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس پر مکمل عمل درآمد کرا کر اسلامی شعائر کا تحفظ کیا جائے۔

اجلاس میں مولانا محمد اسحٰق سلیمی، پروفیسر خالد شبیر احمد، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، صوفی غلام رسول نیازی، چودھری ظفر اقبال ایڈووکیٹ، فیض الحسن فیضی ایڈووکیٹ، ملک محمد یوسف، میاں محمد اویس، محمد عمر فاروق، سید محمد یونس بخاری، مولانا محمد مغیرہ، قاری محمد یوسف احرار، اشرف علی احرار اور محمد شاہد بٹ نے شرکت کی۔

اساتذہ کے روپ میں کفر وارتداد اور دھریت پھیلانے والے عناصر کی فوری سرکوبی کی جائے

لاہور (۱۶۔اپریل) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر چودھری ثناء اللہ بھٹہ، پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری اور عبداللطیف خالد چیمہ نے پاکستان کی قدیم ترین درسگاہ گورنمنٹ کالج لاہور میں جاری اسلام اور وطن دشمن سرگرمیوں اور اساتذہ کی طرف سے طلباء کے ذہنوں کو پراگندہ کرنے کی مہم کے خلاف شدید احتجاج کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ اساتذہ کے روپ میں کفر وارتداد اور دھریت

پھیلانے والے عناصر کی فوری سرکوبی کی جائے۔ احرار رہنماؤں نے کہا ہے کہ پروفیسر خان محمد چاولہ اور پروفیسر رفیق کے کلاس رومز میں عقائد اسلامیہ اور دینی شعائر کے بارے میں دریدہ دہنی اور حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دینے والی گفتگو نے نہ صرف کالج کے ماحول کو مکدر کیا ہے بلکہ کالج کو پرنسپل کی سرپرستی میں اسلام کے خلاف شرانگیز سرگرمیوں کی آماجگاہ بنادیا ہے اس صورتحال کو ہرگز برداشت نہیں کیا جاسکتا، احرار رہنماؤں نے مطالبہ کیا کہ قرآن وسنت خدا ورسول ﷺ اور صحابہ کرام وآئمہ اور دینی مسلمات کا مذاق اڑانے اور توہین اسلام اور توہینِ رسالت کا مرتکب ہونے والوں کے سیاسی وسرکاری اثر ورسوخ کے باوجود ان کے خلاف بلا تاخیر حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے احرار رہنماؤں نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ گورنمنٹ کالج کے نصاب کا جائزہ لینے کے لئے سپریم کورٹ کے جج کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم کیا جائے جو موجودہ صورتحال کے حوالے سے بھی انکوائری کرے۔

قادیانی عنصر دہشت گردی کو ہوا دینے کے لئے منظم بنیادوں پر کام کر رہا ہے

ہماری تمام مشکلات کا حل قیام پاکستان کے مقصد نفاذِ اسلام کی عملی پیش رفت میں ہے (عبداللطیف خالد چیمہ)

فیصل آباد ۲۔اپریل مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ اسلام اور پاکستان کے اسلامی ونظریاتی تشخص کے خلاف کام کرنے والی سیکولر لابیوں اور غیر ملکی ایجنڈے پر کام کرنے والی این جی اوز پر مکمل پابندی لگائے بغیر ملک میں امن قائم نہیں ہوسکتا وہ شاداب کالونی میں اشرف علی احرار کی رہائش گاہ پر احرار کارکنوں کے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ فرقہ وارانہ دہشت گردی کے اصل عوامل تلاش کرنے کی طرف کوئی سنجیدہ کوشش نہیں ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی عنصر دہشت گردی کو ہوا دینے کے لئے منظم بنیادوں پر کام کر رہا ہے۔ کلیدی عہدوں پر براجمان قادیانی اسلام اور ریاست کے خلاف باغیانہ کارروائیوں کی مکمل سرپرستی کر رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس پر عمل درآمد کی صورتحال انتہائی غیر تسلی بخش ہے اور چناب نگر میں کھلے عام اس قانون کی خلاف ورزی ہو رہی ہے تمام دینی جماعتوں کے پرامن احتجاج کے باوجود قانون کی عملداری کو یقینی نہیں بنایا جارہا۔ قادیانی اپنے کفر وارتداد کو اسلام کا نام دے کر اسلام کے اساسی نظریات کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ خالد چیمہ نے کہا کہ جہادی قوتوں کے خلاف حکومتی اقدامات کسی صورت کامیاب نہ ہوسکیں گے انہوں نے کہا کہ جہادی تنظیموں پر دہشت گردی کا الزام دراصل امریکی ویورپی ایجنڈا ہے جس کا مقصد اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور امت مسلمہ میں پیدا ہونے والی بیداری کو روکنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری تمام مشکلات کا حل صرف اس بات میں مضمر ہے کہ قیام پاکستان کے اصل مقصد نفاذِ اسلام کی طرف عملی پیش رفت کی جائے قبل ازیں خالد چیمہ نے مولانا محمد ضیاء القاسمی مرحوم کے فرزند مولانا زاہد محمود قاسمی سے بھی ملاقات کی اور باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کیا۔

منکرینِ ختمِ نبوت کے خلاف جدوجہد قادیانی ناسور کے خاتمے تک جاری رہے گی

چیچہ وطنی (۱۳۔اپریل) مجلس احرار اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس کے مقررین نے کہا ہے کہ قادیانی فتنے نے مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے بڑا گھناؤنا کردار ادا کیا ہے، یہود ونصاریٰ قادیانیوں کو سپانسر کر رہے ہیں، فوجی حکمران دین دشمن قوتوں اور این جی اوز کی سرپرستی ترک کردیں نواحی چک نمبر ۳۰۔۱۱۔ ایل کی مسجد میں منعقد ہونے والی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف چیمہ نے کہا کہ قادیانی اپنی متعینہ اسلامی ودستوری حیثیت تسلیم کرلیں تو ان کے ساتھ محاذ آرائی کی موجودہ کیفیت تبدیل ہوسکتی ہے قادیانیوں کو یہ حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ اپنے کفر وارتداد کو اسلام کا نام دیں

اور ساری دنیا کے مسلمانوں کو مرزا غلام قادیانی کے عقیدے کے مطابق کافر سمجھیں انہوں نے کہا کہ مرزائی عام اور سادہ کافر نہیں بلکہ مرتد اور زندیق کے زمرے میں آتے ہیں۔ اسلام اور پاکستان دونوں کے باغی اور غدار ہیں مسلمانوں کے شعائر اور اسلامی علامات استعمال کر کے دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ اس دھوکہ دہی کا پردہ چاک کرنا اور مسلمانوں کے عقائد کا دفاع کرنا ہمارا فطری حق بھی ہے اور فرض بھی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے کہا کہ امت کے تمام طبقات پارلیمنٹ اور اعلیٰ ترین عدالتوں نے قادیانیوں کے کفر پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے اور پوری دنیا پر عیاں ہو چکا ہے کہ اس گروہ کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، انہوں نے کہا کہ مرزا غلام قادیانی نے برطانوی سامراج کے ایما پر جہاد کو حرام قرار دیا آج بھی قادیانی امریکی و یورپی مفادات کے تابع ہو کر کام کر رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ جنرل مشرف کمال ترک کا نظام یہاں مسلط کرنے کا خیال دل سے نکال دیں اور مغربی کلچر کی دلدادہ این جی اوز کی سرپرستی چھوڑ دیں، ہم بنیاد پرست ہیں اور رہیں گے سپاہ صحابہ کے عبدالرؤف نے کہا کہ منکرین ختم نبوت کے خلاف ہماری جدوجہد قادیانی ناسور کے خاتمے تک جاری رہے گی، عقیدۂ ختمِ نبوت کا تحفظ ہمارے ایمان کا حصہ اور ملکی سلامتی کا تقاضا ہے، بنیاد پرست ایک فیصد نہیں بلکہ بے بنیاد ایک فیصد ہیں کانفرنس کی دوسری نشست سے قاری محمد منشاء رحیمی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا ہے کہ قادیانیوں کی اسلام وطن دشمن کارروائیوں سے قوم کو آگاہ کیا جائے اور ان کی تباہ کاریوں سے امت کو بچایا جائے۔ قاری طالب حسین نے کہا کہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کیا جائے گا۔ کانفرنس میں قراردادوں کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس پر مؤثر عمل درآمد کرایا جائے۔ قادیانیوں کا عبادت گاہوں کی مساجد سے مشابہت ختم کرائی جائے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔ کانفرنس حافظ غلام صابر کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی بعد ازاں حاجی نور محمد نے کانفرنس کے مقررین اور دینی رہنماؤں کے اعزاز میں ضیافت دی اس موقع پر سید رضوان الدین احمد صدیقی اور مولانا تنویر احمد بھی موجود تھے۔

حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کی مرکزِ احرار چیچہ وطنی میں تشریف آوری

چیچہ وطنی (۲۳۔ اپریل) کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے سربراہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم اپنے دورۂ چیچہ وطنی کے دوران احرار رہنما عبداللطیف خالد چیمہ کی دعوت پر احرار ختم نبوت سنٹر ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی تشریف لائے صاحبزادہ خلیل احمد حافظ عبدالرشید، حاجی محمد ایوب، قاری زاہد اقبال، چودھری عبدالحق خالد، حافظ حبیب اللہ چیمہ اور دیگر حضرات بھی ہمراہ تھے۔

احرار ختم نبوت مشن برطانیہ کے صدر شیخ عبدالواحد، دارالعلوم ختم نبوت کے صدر مدرس قاری محمد قاسم، مولانا منظور احمد، حافظ حبیب اللہ رشیدی، قاری محمد سلیم، چودھری انوار الحق، رضوان الدین احمد صدیقی، چودھری محمد عاطف، محمد رمضان جلوی، ابو معاویہ عبدالستار خالد، بھائی محمد رشید چیمہ، چودھری محمد اشرف، شیخ جمیل احمد، میاں نذیر احمد اور دیگر ساتھیوں نے حضرت کا استقبال کیا اس موقع پر احرار کارکنوں کے علاوہ علماء کرام، شہریوں اور طلباء کی بہت بڑی تعداد بھی موجود تھی۔

عبداللطیف خالد چیمہ نے حضرت دامت برکاتہم کو مجلس احرار اسلام کی علاقائی تعلیمی وتبلیغی اور تنظیمی سرگرمیوں سے علاوہ زیر تعمیر مرکزی مسجد عثمانیہ کی تفصیلات سے آگاہ کیا حضرت دامت برکاتہم نے بہت ہی مسرت کا اظہار فرمایا اور دعاؤں سے نوازا۔ (مرکزی احرار ختم نبوت سنٹر اور دارالعلوم ختم نبوت ہاؤسنگ سکیم کا سنگِ بنیاد بھی حضرت نے ۱۹۸۹ء میں اپنے دستِ مبارک سے رکھا تھا۔) حضرت مولانا خواجہ خان محمد نے اس موقع پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ تحفظ ختم نبوت اور ردِ قادیانیت کے محاذ پر مسلمانوں کی کامیابیاں اکابرِ احرار کی طویل اور بے مثال جدوجہد کی مرہونِ منت ہیں۔ مجلس احرار کے بزرگوں اور کارکنوں نے فتنۂ ارتداد مرزائیہ کے ناسور سے امت مسلمہ اور پاکستان کو بچانے

کیلئے جو کردار ادا کیا وہ ہماری دینی و قومی اور ملی تاریخ کا انمٹ باب ہے جس کو ہمیشہ یاد رکھا جائیگا مولانا خان محمد نے کہا کہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے کام روزِ قیامت شفاعتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سبب بنے گا انہوں نے کہا کہ مدارس اسلامیہ اور دینی جماعتوں کے خلاف سرکاری اعلانات واقدامات ملک کے اسلامی ونظریاتی کردار کو ختم کرنے کا امریکی ویورپی ایجنڈا ہے اور ہم بنیاد پرستی کے علمبردار اس کی راہ میں ہر ممکن رکاوٹ پیدا کریں گے انہوں نے کہا کہ جنرل مشرف اپنے کردار وعمل سے جس کلچر کو فروغ دے رہے ہیں اس کا اسلام اور ہماری معاشرتی و اخلاقی اقدار سے ہرگز کوئی تعلق نہیں سرکاری سطح پر بے حیائی کو پروان چڑھانے کا ریکارڈ قائم کیا جا رہا ہے انہوں نے کہا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو سرد خانے کی زینت بنا دیا گیا ہے اور توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قانون کو غیر مؤثر بنانے کیلئے اندرونِ خانہ حیلے تلاش کیئے جا رہے ہیں انہوں نے کہا کہ تمام تر کمزوریوں کے باوجود قوم توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مسئلہ پر کسی کمزوری کا مظاہرہ نہیں کریگی انہوں نے کہا کہ دین دشمن اور سیکولر لابیوں کو سرکاری تحفظات فراہم کیے جا رہے ہیں اور گمراہی پھیلانے کیلئے سرکاری وسائل کو بے دریغ استعمال کیا جا رہا ہے انہوں نے کہا کہ قادیانیوں اور گوہر شاہی جیسے فتنوں کی سرکوبی کیلئے تمام طبقات کو اپنا مؤثر کردار ادا کرنا چاہیے۔ علاوہ ازیں عبداللطیف خالد چیمہ نے حضرت دامت برکاتہم سے احرار کے مرکزی دفتر لاہور میں تشریف آوری کیلئے درخواست کی جسے حضرت نے قبول فرمالیا چنانچہ طے ہوا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ سفر لاہور کے موقع پر حضرت دفتر مرکزیہ نیو مسلم ٹاؤن لاہور تشریف لائیں گے۔

اسلامی شعائر، ڈاڑھی، لباس، حجاب، نماز، روزہ کا مذاق اڑانا یہود ونصاریٰ کے ایجنڈے کی تکمیل کی جا رہی ہے

ہم مکمل شعور اور ہوش کے ساتھ دینی انقلاب کی جدوجہد میں مصروف ہیں

(امیرِ احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ)

گجرات (18) اپریل مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ قادیانی این جی اوز سے مل کر جہاد کو بدنام کر رہے ہیں۔ جس طرح مرزا قادیانی نے انگریزوں سے مل کر جہاد کی مخالفت کی تھی۔ جہاد کو دہشت گردی، بنیاد پرستی اور تشدد پسندی جیسی اصطلاحات کی آڑ میں مسترد کیا جا رہا ہے۔ وہ مدرسہ محمودیہ معمورہ ناگڑیاں ضلع گجرات میں ایک دینی اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ این جی اوز یہود ونصاریٰ کی ایجنٹ اور ان کی تنخواہ دار ہیں۔ لہٰذا وہ انہی کے اسلام دشمن ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں۔ افسوس کہ ہمارے حکمران اور سیاست دان این جی اوز کی حمایت وسرپرستی کر کے بالواسطہ یہود ونصاریٰ کی مدد کر رہے ہیں۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ مسلمانوں کی بیٹیوں کو بے پردہ کر کے ہوٹلوں، کلبوں، اور بسنت میلوں میں شریک کرنا'' مخلوط معاشرے کے قیام کے لئے سازگار ماحول اور تحفظات فراہم کرنا، اسلامی شعائر ڈاڑھی، لباس، حجاب کا مذاق اڑانا، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وقربانی کو فضول قرار دینا اور دینی عقائد واعمال کو دقیانوسی اور فرسودہ قرار دینا حکمرانوں اور سیاست دانوں کا مشغلہ بن گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہی یہود ونصاریٰ کا پروگرام ہے اور اپنی دینی جہالت کی بنیاد پر ایسے لغو اعمال اور خیالات کو ماڈرن اور جدید کہا جا رہا ہے۔ کافرانہ نظام ریاست وسیاست پر مشتمل ریاست کو ماڈرن ریاست قرار دیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ڈاڑھی اور حجاب مسلمانوں کا شعار اور شناخت ہیں۔ لیکن ہم سے یہ شعار چھینا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکمرانوں اور سیاست دانوں کو غلط فہمی ہوگئی ہے کہ وہ ان اعمال کے ذریعے پاکستان کو سیکولر اسٹیٹ بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ ہم مکمل شعور اور ہوش کے ساتھ دینی انقلاب کی جدوجہد میں شریک اور مصروف ہیں۔ ہم پاکستان کو سیکولر اسٹیٹ نہیں بننے دیں گے۔ جدیدیت کے نام پر دینی مدارس کو جس نظام سے ہم آہنگ کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں وہ سراسر گمراہی اور ہلاکت ہے۔ علماء ان سازشوں کو ناکام بنادیں گے۔ شعائر اسلامی کا استہزاء کر کے ہمارے ایمانوں کی کیفیات اور قوتِ برداشت کا امتحان لیا جا رہا ہے۔ پاکستان کا لادین طائفہ

سن لے ہم اس امتحان میں کامیاب ہوں گے۔ وہ جتنا زور لگانا چاہتے ہیں لگالیں ہم کافرانہ تہذیب لہو ولعب اور منکرات وفواحش کو مٹانے کے لئے پوری قوت سے جہاد کریں گے۔

قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا

☆ گجرات (بیورو رپورٹ) منگووال کے نواحی گاؤں موضع سعد اللہ پور میں قادیانی فیملی سے تعلق والے 12 افراد نے اسلام قبول کرلیا، بتایا گیا ہے کہ چودھری محمد نواز نے اپنے دو بیٹوں محمد عرفان اور امجد سمیت بارہ افراد کے ساتھ جامع مسجد انوار مدینہ سعد اللہ پور کے خطیب محمد اشرف چشتی کے ہاتھوں اسلام قبول کرلیا ہے چودھری محمد نواز وزائچ نے اسلام قبول کرنے کے بعد کہا کہ اسلام ایک مکمل مذہب ہے جو ہر ایک کو یکساں حقوق دیتا ہے قادیانی فیملی کے مسلمان ہونے کے بعد علاقہ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ (روزنامہ ''پاکستان'' لاہور ۱۶۔ اپریل ۲۰۰۱ء)

☆ پسرور (نمائندہ خصوصی) نواحی گاؤں داتا زید کا کی رہائشی قادیانی لڑکی ثمرین دختر مقصود احمد نے خطیب شاہی جامع مسجد مفتی رشید احمد کے دست مبارک پر اسلام قبول کرلیا ثمرین نے بتایا کہ اسے قادیانیت سے تائب ہونے پر روحانی سکون ملا ہے مفتی رشید احمد قادری نے دعا کی اللہ تعالیٰ نومسلم دوشیزہ کو اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ روزنامہ ''پاکستان'' لاہور ۱۹۔ اپریل ۲۰۰۱ء)

☆ شکر گڑھ (اے این این) نوجوان نے قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ تفصیل کے مطابق نواحی گاؤں جلالہ کے نوجوان ریاض خان نے اسلامی تعلیمات سے متاثر ہوکر شکر گڑھ کے خطیب علامہ نجابت علی رضوی کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہوئے خوشی کے اس موقع پر مسلمانوں نے مٹھائی تقسیم کی۔ اس موقع پر نومسلم نوجوان نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اسلام قبول کرنے کیلئے مجھے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ میرے والد نے مجھے گھر سے نکال دیا میرے سسرال نے میرے بیوی بچے چھین لیے لیکن ان مشکلات کے بعد میں اسلام قبول کر کے اور آخری نبی ﷺ پر ایمان لاکر روحانی خوشی محسوس کر رہا ہوں (روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور) ۱۹۔ اپریل ۲۰۰۱ء

اللہ کے نظام کی مخالفت کرنے والے ہمارے دشمن ہیں (امیر احرار سید عطاء المہیمن بخاری)

خدمات دارالعلوم دیوبند کانفرنس کے نام پیغام

پشاور (۱۰ اپریل) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مولانا سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن نے خدمات دارالعلوم دیوبند کانفرنس میں علماء دیوبند کو جمع کر کے اتحاد و یکجہتی کی فضا قائم کی ہے امیر الاحرار نے کانفرنس میں شریک ہوکر اپنی جماعت مجلس احرار اسلام کی طرف سے قائدین جمعیت اور کانفرنس کے شرکاء کو مبارکباد پیش کی دیوبند کانفرنس کیلئے انہوں نے اپنے پیغام میں کہا کہ ہماری کامیابی اول و آخر نبی کریم ﷺ کے اسوۂ میں ہے نبی علیہ السلام کے ارشاد گرامی کے مطابق امت کے آخری حصے کی اصلاح بھی اسی طریقے سے ہوگی جس طرح پہلے حصے کی اصلاح ہوئی اس لئے ملک میں تبدیلی نظام کیلئے جتنے بھی نئے طریقے بھی اختیار کیے جارہے ہیں ان سے مطلوبہ نتائج حاصل کرنا ممکن نہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی تمام دینی قوتوں کو نفاذ اسلام کے یک نکاتی ایجنڈے پر مجتمع کرنا وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کی مخالفت کرنے والے ہمارے کچھ نہیں لگتے ان سے دوستی اور محبت اللہ کی ناراضگی کو دعوت دینے کے مترادف ہے سیکولر قوتوں کی مخالفت اور ان کے خلاف جہاد اللہ کی رضا اور مسرت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ پیپلز پارٹی ہو یا مسلم لیگ اور دیگر سیکولر جماعتیں سب کی سب ان اسلامی انقلاب اور حکومت الٰہیہ کے قیام کے راستے میں رکاوٹ ہیں۔

انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام بھی دارالعلوم دیوبند کا ہی فیضان ہے، حکومت الٰہیہ اور خلافت اسلامیہ کے قیام کے جدوجہد میں

احرار جمعیت علماء اسلام کا بھرپور ساتھ دے گی کہ وہ ماضی کے تلخ سیاسی تجربات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس اجتماع کے حقیقی مقاصد اور عملی نتائج حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

خدمات دیو بند کانفرنس میں مجلس احرار اسلام کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسحٰق سلیمی مرکزی نائب ناظم سید محمد کفیل بخاری اور دیگر پچیس رکنی وفد نے شرکت کی، جمعیت علماء اسلام کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالغفور حیدری نے امیر الاحرار سید عطاء المہیمن بخاری اور ان کے رفقاء کا خیر مقدم کیا اور اسٹیج سے اعلان کرتے ہوئے انہیں خوش آمدید کہا۔

اسوۂ حسینی کے نام لیوا حسینی روایات سے بےگانہ ہو چکے ہیں
یہودیانِ خیبر اور خبیثانِ عجم نے سازش کر کے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا

ملتان (۱۰ محرم، ۵۔ اپریل) آج کا دور، قدروں کی ٹوٹ پھوٹ کا دور ہے۔ دنیا بھر کے مسلمان معاشرے فکر و عمل کے تضاد کا شکار ہیں۔ اسوہ حسینی کے نام لیوا، حسینی روایات سے بےگانہ ہو چکے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام کے مرکزی امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کیا، وہ گذشتہ روز دار بنی ہاشم ملتان میں یوم عاشورہ پر ستائیسویں سالانہ مجلس ذکر حسین رضی اللہ عنہ سے خطاب کر رہے تھے۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا اسلام کا اولین اور مثالی عہد وہی ہے جس میں خلفاء راشدین نے حق پسندی اور صداقت شعاری کی لازوال روایات قائم کیں۔

حضرت حسین قرن اول کی انہی روایات کے امین اور پاسدار تھے، یہودیانِ خیبر اور خبیثانِ عجم نے سازش کر کے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسحٰق سلیمی نے مجلس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ افغانستان میں طالبان کے ہاتھوں امارت اسلامیہ کا قیام حسینیت کے احیاء اور سربلندی کی علامت ہے کردار کی سچائی ایثار و قربانی اور خودداری کے ساتھ جینے مرنے کا نام حسینیت ہے۔ مجلس سے خطاب کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب ناظم سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ آج کے دور میں بنیاد پرستی سے بےزاری کا اظہار کرنے والے بے بنیاد لوگوں کا حسینیت سے کوئی واسطہ نہیں لبرل ازم اور سیکولرازم کا دوسرا نام بےغیرتی ہے، جب کہ اسوۂ حسینی رضی اللہ عنہ غیرت وحمیت کی معراج ہے۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم نشریات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ اس ملک میں فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے والے مذہبی بہروپیے اور طبقاتی کش مکش کو ہوا دینے والے سیاسی سوداگر برابر کے مجرم ہیں ایک دوسرے کے عقائد کا احترام نہ کرنے والے لوگ درآمدی نظریات پر عمل پیرا ہیں۔ مجلس ذکر حسین رضی اللہ عنہ سے مولانا محمد مغیرہ اور حافظ محمد کفایت اللہ نے بھی خطاب کیا، جب کہ حافظ محمد اکرم احرار اور صوفی بشیر احمد نے بارگاہِ حسینی رضی اللہ عنہ میں سلام و منقبت پیش کی۔

حضرت مولانا
محمد علی جالندھری
رحمہ اللہ

تالیف: مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی رحمہ اللہ
مقدمہ: حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

مجاہد ختمِ نبوت اور عظیم مبلغ کی داستان حیات
جدوجہد اور خدمات قیمت:=/100

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

امیرِ احرار، ابن امیرِ شریعت، سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کی تبلیغی و تنظیمی مصروفیات

8۔اپریل ۲۰۰۱ء ☆ شرکت جلسہ مدرسہ فاروقِ اعظم، چاہ کالی مال جھنگ، داعی قاری محمد اصغر عثمانی

9۔اپریل ☆ آغاز سفر برائے شرکت خدمات دارالعلوم دیوبند کانفرنس پشاور۔ از دفتر احرار لاہور شب قیام اکوڑہ خٹک

10۔اپریل، علی الصبح ملاقات مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم، دوپہر شرکت اجلاس دیوبند کانفرنس پشاور، شب قیام راولپنڈی، ملاقات و مشاورت کارکنانِ احرار راولپنڈی

11۔اپریل، قیام دفتر احرار لاہور، ملاقات و مشاورت کارکنانِ

13۔اپریل، خطبۂ جمعہ، مسجد احرار چناب نگر، 16۔اپریل تک قیام چناب نگر

17۔اپریل، گجرانوالا، سیالکوٹ، وزیر آباد (تنظیمی دورہ)

18۔اپریل، قیام شب ناگڑیاں، ضلع گجرات وخطاب مدرسہ محمودیہ ناگڑیاں

19۔اپریل، درسِ قرآنِ کریم بعد از مغرب جامع مسجد غلہ منڈی مرید کے ضلع شیخوپورہ، شب قیام دفتر احرار لاہور، ملاقات و مشاورت کارکنانِ احرار

20۔اپریل، خطبۂ جمعہ جامع مسجد طوبیٰ گلبرگ بی فیصل آباد، شب قیام چناب نگر

21۔اپریل ، شرکتِ اجلاس مرکزی مجلس عاملہ، مجلس احرار اسلام پاکستان، دفتر احرار لاہور

23۔اپریل، خطاب بعد از عشاء مکی مسجد مسیحِ آباد ملتان، داعی: حافظ سعید احمد

24۔اپریل، خطاب بعد از ظہر مدرسہ معمورہ معاویہ نگر شاہ جمال ضلع مظفرگڑھ، داعی حافظ عبدالرزاق

25۔اپریل، درس قرآن، بعد از عشاء، مسجد نور تغلق روڈ ملتان

26۔اپریل، ماہانہ مجلس ذکر دارِ بنی ہاشم ملتان

27۔اپریل، خطبۂ جمعہ، دارِ بنی ہاشم ملتان

29۔اپریل بعد از مغرب مجلس ذکر وخطاب جامع مسجد بستی اللہ بخش بیت میر ہزار ضلع مظفرگڑھ، قیام شب، علی پور شہر

30۔اپریل، قیام ملتان

یکم مئی، بہاولپور گھلواں

2۔مئی، احمد پور شرقیہ، لیاقت پور، دروسِ قرآن، ملاقات و مشاورت کارکنانِ احرار

4۔مئی، خطبۂ جمعہ مدنی مسجد احرار مرکز، بخاری ٹاؤن سرگودھا روڈ چنیوٹ

6۔مئی، درسِ قرآن کریم، دفتر احرار لاہور بعد از مغرب

7۔مئی، قیام لاہور

8-9۔مئی، قیام چناب نگر

10۔مئی، درسِ قرآن کریم بعد از مغرب سلانوالی ضلع سرگودھا، داعی: حافظ شفیق الرحمٰن

11۔مئی، خطبۂ جمعہ مسجد سیدنا ابوبکر صدیق تلہ گنگ

12-13۔مئی، چکڑالہ ضلع میانوالی

18۔مئی، خطبۂ جمعہ مکی مسجد لیہ روڈ چوک اعظم، داعی: مولانا منیر احمد

19۔مئی، بورے والا، وہاڑی، چک نمبر 62 تنظیمی دورہ، خطاب، ملاقات، مشاورت

20۔مئی، خطاب بعد مغرب، چک 55 پیر مراد ضلع وہاڑی، داعی: عبدالحمید صاحب

21۔مئی، صبح خان پور ضلع وہاڑی، داعیان، احمد علی، گوہر علی، بعد از مغرب بستی پیر شاہ، داعی: صوفی خالص محمد

22۔مئی، میراں پور، ککر والا، ککری کلاں، محبت پور، داعیان: میاں ریاض احمد، حافظ محمد اکرم

23۔مئی، بہاولنگر، چشتیاں، (تنظیمی دورہ)

24۔مئی، شبلی غربی، حاصل پور، خیر پور (تنظیمی دورہ)

25۔مئی، خطبۂ جمعہ دارِ بنی ہاشم ملتان

31۔مئی، مجلس ذکر دارِ بنی ہاشم ملتان

یکم جون: خطبۂ جمعہ مدنی مسجد احرار مرکز بخاری ٹاؤن چنیوٹ

5۔جون، ۱۲۔ربیع الاوّل سالانہ سیرت کانفرنس وجلوس چناب نگر، بعد از عشاء مرکزی مجلس شوریٰ

سید محمد کفیل بخاری مرکزی نائب ناظم مجلس احرار اسلام پاکستان کی تبلیغی تنظیمی مصروفیات

26۔اپریل، قیام دفتر احرار اسلام لاہور

27۔اپریل، خطبۂ جمعہ، مدرسہ محمودیہ ناگڑیاں ضلع گجرات

28۔اپریل، قیام دفتر احرار لاہور

29۔اپریل ملتان

4۔مئی، خطبہ جمعہ دارِ بنی ہاشم ملتان

11۔مئی، خطبہ جمعہ دارِ بنی ہاشم ملتان، اجلاس اراکین مجلس احرار اسلام ملتان

18۔مئی، خطبۂ جمعہ دارِ بنی ہاشم ملتان

یکم جون۔خطبۂ جمعہ دارِ بنی ہاشم ملتان

5۔جون، شرکت سالانہ سیرت کانفرنس وجلوس چناب نگر واجلاس مرکزی مجلس شوریٰ

مجلس احرار اسلام کے اراکین متوجہ ہوں

محترم پروفیسر خالد بشیر احمد مرکزی ناظم انتخابات مقرر ہو گئے۔
تمام ماتحت شاخیں ۲۴ مئی تک رکنیت سازی اور انتخابات مکمل کر لیں۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ نے اپنے اجلاس 21۔اپریل 2001ء بروز ہفتہ، دفتر احرار لاہور۔ زیرِ صدارت: امیر احرار سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ فیصلہ کیا ہے کہ:

محترم پروفیسر خالد شبیر احمد صاحب مرکزی ناظم انتخابات ہوں گے۔

محترم عبداللطیف خالد چیمہ، میاں محمد اویس اور شاہد بٹ ان کے معاون ہوں گے۔

ناظم انتخابات اور ان کے معاونین 18 تا 24 مئی دفتر احرار لاہور میں قیام کریں گے۔اور ماتحت شاخوں کے انتخابات کی ترتیب اور نگرانی کریں گے۔

تمام ماتحت شاخیں اپنے انتخابات 24 مئی سے پہلے مکمل کر کے لاہور دفتر روانہ کریں۔رکنیت فیس الحاق فیس الگ منی آرڈر بھیجیں۔پتہ یہ ہے۔

محترم ناظم انتخابات:۔دفتر مجلس احرار اسلام 69/c حسین سٹریٹ وحدت روڈ، نیو مسلم ٹاؤن لاہور۔فون: 042-5865465

نیز فیصلہ کیا گیا کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو چناب نگر میں سالانہ سیرت کانفرنس کے موقع پر کارکن سرخ قمیض پہن کر تشریف لائیں۔اپنی جماعت کی علامت کو ہر قیمت پر باقی رکھیں۔ محمد اسحٰق سلیمی (ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان)

حُسنِ انتقاد

تبصرے کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

(ادارہ)

ششماہی ''السیرت'' عالمی: اس وقت اس مؤثر اور وقیع مجلّے کا یہ چوتھا شمارہ ہمارے پیش نظر ہے۔ سیرت اور متعلقات سیرت کے حوالے سے، مجلاتی صحافت میں ''السیرت'' کے طلوع کے ساتھ ہی گویا ایک نئی روایت کی تشکیل ہو رہی ہے۔ وہ لوگ جو اپنے ماحول کی ضرورتوں کو محسوس کیا کرتے بلکہ پہچان لیا کرتے ہیں۔ علمی حلقوں نہایت محترم اور اور قابل قدر ہوا کرتے ہیں حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۸۰ء۔۱۹۱۱ء) کی اصلاحی اور دعوتی خدمات کا تو ایک زمانہ معترف ہے۔ اس مجلّے کی تدوین واشاعت میں حضرت شاہ صاحب ہی کے جانشین سید فضل الرحمٰن صاحب زید مجدہ اپنے صاحبزادۂ گرامی قدر سید عزیز الرحمٰن کی سرپرستی فرمارہے ہیں۔ موجودہ شمارے میں محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب مدظلہ، کا مضمون ''محبوبیت اور تبعیت'' ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی صاحب کا مضمون ''مقام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)'' اور ڈاکٹر حافظ منیر احمد خاں کا مضمون ''اردو شاعری میں احادیث کی تلمیحات'' واقعہ میں پڑھنے والوں کو فکر ونظر کے نئے زاویوں سے متعارف کراتے ہیں، لیکن ایک مضمون جس کا عنوان ہی ''فکر ونظر کی مستحکم بے بنیادیں ہے'' جناب پروفیسر ظفر احمد صاحب کے قلم سے ہے اور مباحث علم وظن وتعارض ادلہ کے حوالے سے ایسا ہے کہ گویا اس شمارے کا حاصل ہے۔

ضخامت ۴۳۲ صفحات، کتابت طباعت انتہائی اعلیٰ اور قیمت انتہائی مناسب یعنی صرف ایک سو روپے ہے

ناشر ہے زوار اکیڈمی پبلی کیشنز اے ۴/۱۷، ناظم آباد نمبر ۴ کراچی۔۱۸، پوسٹ کوڈ ۷۴۶۰۰

مسافرانِ آخرت

☆ چیچہ وطنی میں روزنامہ ''جنگ'' کے نمائندے اور ہمارے دوست سید اعجاز گیلانی 30 مارچ کو انتقال فرما گئے۔ مرحوم نے اپنی بیس سال سے زائد صحافتی زندگی میں روزنامہ ''جنگ'' کے ذریعے ہمارے مشن بالخصوص تحریک تحفظ ختمِ نبوت اور تحریکِ تحفظ ناموس صحابہ کے سلسلہ میں ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔

☆ حافظ عبدالرزاق مرحوم: مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم معاون جناب حافظ عبدالرزاق صاحب 16 اپریل 2001ء بروز پیر مختصر علالت کے بعد ملتان میں انتقال کر گئے۔ مرحوم کے والد حافظ محمد شریف مرحوم اور چچا حافظ محمد اکرم صاحب امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم اور احرار سے قدیمی تعلق رہا ہے۔ مرحوم کے بھائی ابومعاویہ محمد زبیر احرار کے مخلص کارکنوں میں سے ہیں۔

☆ ملتان سے ہمارے رفیقِ فکر اور کرم فرما محترم محمد لقمان صاحب کی والدہ ماجدہ گزشتہ ماہ رحلت فرما گئیں۔

☆ چیچہ وطنی میں مجاہدِ احرار شیخ اللہ رکھا مرحوم کی صاحبزادی، شیخ عبدالغنی صاحب کی ہمشیر اور احرارِ ختمِ نبوت مشن برطانیہ کے صدر شیخ

عبدالواحد کی پھوپھی 24 اپریل کو انتقال فرما گئیں۔

☆ گزشتہ ماہ برکۃ العصر حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کے چھوٹے بھائی ملک محمد افضل صاحب قریباً پینسٹھ برس کی عمر میں، کندیاں میں انتقال فرما گئے۔ مرحوم ملک صاحب، حضرت دامت برکاتہم کے ایک ہی بھائی تھے اور انتہائی متدین اور راسخ العقیدہ تھے۔ بچپن میں حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی اور حضرت سے بہت مانوس ہوگئے۔ بتلاتے تھے کہ حضرت امیر شریعت مجھے ''میرا دوست'' کہہ کر پکارتے تھے۔ ملک صاحب لطف و شفقت کی یہ حکایت ہمیشہ ایک خاص کیفیت سے سنایا کرتے تھے۔

ادارہ نقیبِ ختم نبوت، حضرت دامت برکاتہم سے خصوصاً اور ملک صاحب مرحوم و مغفور کے دیگر پسماندگان سے عموماً اظہارِ تعزیت کرتا ہے۔

ادارہ کے تمام ارکان اپنے احباب اور علماء کے انتقال پر تمام مرحومین کے لئے دعاءِ مغفرت کرتے ہیں، پسماندگان کے لئے اظہارِ ہمدردی و تسلی اور تعزیت کرتے ہیں اور ان کے غم میں شریک ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ بھی ایصالِ ثواب اور دعاءِ مغفرت کا اہتمام فرمائیں۔ (ادارہ)

ماہانہ مجلسِ ذکر، روحانی اجتماع و اصلاحی بیان

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

31 مئی بروز جمعرات بعد عشاء

امیرِ احرار

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی

سید عطاء المہیمن بخاری

دامت برکاتہم

اصلاحی، تربیتی بیان فرمائیں گے۔ احباب و متعلقین نمازِ مغرب تک پہنچ جائیں

المعلن: ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان (فون: 511961 - 061

وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت قائم دینی ادارے

اپیل: وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت قائم اٹھتیس مدارس، قرآن وحدیث کی تعلیم و تبلیغ میں مصروف ہیں۔ اخراجات کا تخمینہ تقریباً تیس لاکھ روپے سالانہ۔ جس میں طلباء کی رہائش، وظائف اور دیگر ضروریات، طعام، علاج شامل ہیں۔ تعمیرات اور توسیع کے اخراجات علاوہ ہیں۔ اکثر مدارس کا خرچ وفاق کے ذمہ ہے جبکہ بعض مدارس اپنا خرچ خود پورا کرتے ہیں۔ اہل خیر سے درخواست ہے کہ اپنے عطیات اور زکوٰۃ صدقات عنایت فرما کر اللہ سے اجر پائیں۔

☆ مدرسہ معمورہ جامع مسجد ختم نبوت، دار بنی ہاشم، ملتان فون 061-511356

☆ مدرسہ معمورہ، مسجد نور تغلق روڈ ملتان ☆ جامعہ بستان عائشہؓ (برائے طالبات) دار بنی ہاشم، ملتان فون 061-511356

☆ جامعہ معاذؓ بدھلہ روڈ، ملتان (زیر تعمیر) ☆ مدرسہ طوبیٰ، 17 کسی۔ وہاڑی روڈ ملتان

☆ مدرسہ تعلیم القرآن مکی مسجد چوک حرم گیٹ ملتان ☆ مسجد مولوی محمد رمضان والی محلہ کوٹلہ تولے خان

☆ مدرسہ معمورہ۔ C-69 حسین سٹریٹ وحدت روڈ، نیو مسلم ٹاؤن۔ لاہور فون: 042-5865465

☆ مدرسہ ختم نبوت، مسجد احرار۔ چناب نگر (ربوہ) ضلع جھنگ فون 04524-211523

☆ بخاری پبلک سکول۔ چناب نگر (ربوہ) ضلع جھنگ ☆ احرار مرکز، مدنی مسجد، بخاری ٹاؤن۔ سرگودھا روڈ چنیوٹ ضلع جھنگ (زیر تعمیر)

☆ مدرسہ ختم نبوت لال مسجد بستی کھچیاں چناب نگر ☆ مدرسہ فاروق اعظم، موضع اصحابہ چک کالی مال ضلع جھنگ

☆ مدرسہ محمودیہ، مسجد المعمور ناگڑیاں، ضلع گجرات ☆ دار العلوم ختم نبوت، جامع مسجد چیچاوطنی فون 0445-611657

☆ دار العلوم ختم نبوت (احرار ختم نبوت سنٹر) مرکزی مسجد عثمانیہ، ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی، فون 0445-610955

☆ مدرسہ و مسجد معاویہؓ جھنگ روڈ ٹوبہ ٹیک سنگھ ☆ مسجد صدیقیہ، کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

☆ مدرسہ ابوبکر صدیقؓ جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ، تلہ گنگ، ضلع چکوال فون 05776-412201

☆ مدرسہ احرار اسلام مسجد سیدنا علی المرتضیٰؓ چکڑالہ ضلع میانوالی (زیر تعمیر) ☆ مدرسہ ختم نبوت نواں چوک گڑھا موڑ ضلع وہاڑی

☆ مدرسہ ختم نبوت، چشتیاں، (ضلع بہاولنگر (زیر تعمیر) ☆ مدرسۃ تعلیم القرآن جامع مسجد شبلی غربی حاصل پور (ضلع بہاولنگر)

☆ مدرسۃ العلوم الاسلامیہ، جامع مسجد گڑھا موڑ۔ ضلع وہاڑی فون 0693-690013 ☆ مدرسۃ البنات (برائے طالبات) گڑھا موڑ۔

☆ مدرسہ معمورہ، مسجد صدیقیہ، میراں پور تحصیل میلسی ضلع وہاڑی ☆ مدرسہ ختم نبوت تعلیم القرآن چک P-14 خان پور

☆ مدرسہ ختم نبوت، چک نمبر 88/WB گڑھا موڑ۔ ضلع وہاڑی ☆ مدرسہ ختم نبوت چک 76 بھگوان پورہ ضلع وہاڑی

☆ مدرسہ ختم نبوت گرین ٹاؤن نزد چونگی 8 لاہور روڈ بورے والا ضلع وہاڑی (زیر تعمیر) ☆ مدرسہ احرار اسلام، بستی بھٹہ موضع نورپور تحصیل میلسی، ضلع وہاڑی

☆ مدرسہ معمورہ تعلیم القرآن۔ چک نمبر 158 الف 10.R جہانیاں ضلع خانیوال (زیر تعمیر) ☆ مدرسہ احرار اسلام مصطفیٰ آباد، کرم پور۔ ضلع وہاڑی ☆ مدرسہ معمورہ، الیاس کالونی، صادق آباد۔ ضلع رحیم یار خان ☆ مدرسہ احرار اسلام بستی میرک ضلع رحیم یار خان (زیر تعمیر) ☆ مدرسہ عربیہ محمودیہ القرآن، چاہ کیکر والا موضع محبت پور ☆ مدرسہ دار السلام، چاہ چھوئے والا بکھر والی، ضلع مظفر گڑھ ☆ مدرسہ معمورہ، معاویہ بستی مہرپور۔ ضلع مظفر گڑھ

ترسیل زر کیلئے بذریعہ منی آرڈر: ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری

☆ مدیر وفاق المدارس الاحرار ☆ امیر مجلس احرار اسلام پاکستان۔ دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

بذریعہ بینک: ڈرافٹ/ چیک بنام مدرسہ معمورہ ملتان، حبیب بینک حسین آگاہی ملتان

علمی، تاریخی، سوانحی، خطبات اور اہم دینی موضوعات پر مشتمل نادر تحریریں

نام کتاب	نام: مصنف ، مؤلف ، مرتب	قیمت
احکام ومسائل (جمعہ، عیدین، نکاح عقیقہ)	مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ	250/-
امیر شریعتؒ نمبر (ماہنامہ نقیبِ ختم نبوت)	سید محمد کفیل بخاری	300/-
جانشین امیر شریعتؒ نمبر (ماہنامہ نقیبِ ختم نبوت)	" " "	60/-
آزادی کی انقلابی تحریک	محمد عمر فاروق	150/-
حیات امیر شریعتؒ (نیا ایڈیشن)	جانباز مرزا مرحوم	150/-
پاکستان میں کیا ہوگا؟	سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے مختلف خطبات سے اقتباس	10/-
مولانا محمد علی جالندھریؒ	مولانا سعید الرحمن علوی سے	100/-
قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ (سوانح وافکار)	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	150/-
شورش کامل (شورش کاشمیریؒ) (جلد۲)	پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی	150/-
کاروانِ احرار۔تحریک آزادی برصغیر	جانباز مرزا مرحوم	850/-
مسیلمہ کذاب سے دجال قادیان تک	" " "	100/-
تحریک مسجد شہید گنج	" " "	100/-
خطبات فاروقی شہیدؒ (جلد۲)	علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہید کے خطبات	400/-
آتش ایران	ایرانی سازشوں کی کہانی، اخباروں کی زبانی	80/-
شہر سدوم	شفیق مرزا	100/-
خلفاء راشدینؓ (چھ خلفا کا تذکرہ)	مولانا سعید الرحمن علویؒ	250/-
توحید وشرک کی حقیقت	امام اہلسنت مولانا سید نور الحسن شاہ بخاریؒ	150/-
حیات النبیؐ، سید الکائنات	" " "	45/-
شھداء بالاکوٹؒ	خطاب علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہیدؒ	15/-
برات عثمانؓ	مولانا ظفر احمد عثمانیؒ	15/-
تجدید سبائیت	مولانا محمد اسحٰق سندیلویؒ	20/-
محدث اعظم، امام ابوحنیفہؒ	مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ	15/-

بخاری اکیڈمی۔ دار بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان {فون.061.511961}

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ)
مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام

جنت میں گھر بنائیے!

مرکزی مسجد عثمانیہ

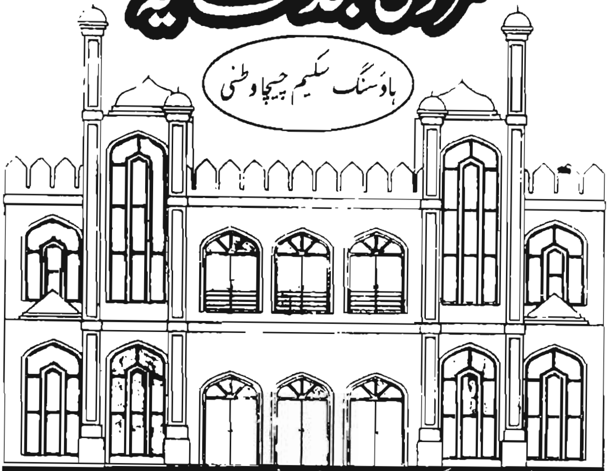

آرکیٹیکٹ: محمد عمران محبوب فیصل آباد 754274

مرکزی مسجد عثمانیہ

ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی کی تعمیر جاری ہے نقد یا سامان کی صورت میں تعاون کا ہاتھ بڑھائیں اور اللہ سے اجر پائیں

رابطہ و معلومات اور ترسیل زر کے لیے

دفتر دار العلوم ختم نبوت بلاک نمبر 12 چیچا وطنی فون نمبر: 611657 - 0445

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 9-2324 نیشنل بنک جامع مسجد بازار چیچاوطنی

اکاؤنٹ بنام: مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی

منجانب

انجمن مرکزی مسجد عثمانیہ (رجسٹرڈ) فون نمبر 610955 - 0445

ای بلاک لو انکم ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی۔ ضلع ساہیوال پاکستان

خوشخبری

محقق دوراں جانشین امیر شریعت حضرت مولانا

سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

کی بے مثال علمی و تحقیقی تالیف مع اضافات جدید

احکام و مسائل

خطبات جمعہ، نکاح و عیدین

علماء طلباء اور عامۃ الناس کے لئے دینی معلومات کا ایک نادر و نایاب علمی تحفہ

ایک ایسی کتاب جس کا تمام علمی حلقوں میں برسوں سے انتظار کیا جا رہا تھا پہلی بار جدید کمپیوٹر کتاب، اعلیٰ سفید کاغذ، عمدہ طباعت اور جاذب نظر سرورق کے ساتھ پیش خدمت ہے

صفحات ____ 525 عنوانات قیمت ____ 250 روپے

☆ فضائل و احکام جمعہ ☆ فضائل و احکام رمضان

☆ احکام عید الفطر ☆ احکام عید الاضحیٰ

☆ اسلام کا قانون نکاح ☆ فضائل و احکام عقیقہ

☆ فضائل و احکام صلوٰت الاستسقاء ☆ فضائل و احکام دعاءِ قنوت نازلہ

نوٹ

قارئین نقیب ختم نبوت مبلغ -/200 روپے پیشگی منی آرڈر روانہ کر کے رجسٹرڈ ڈاک سے کتاب حاصل کریں۔

ملنے کا پتہ:

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان فون: 511961

Adarts-HRA-5/2001

Monthly Multan

NAQEEB-E-KHATAM-E-NUBUWWAT

REGD.M-NO. 32 Vol.No. 11 No.5 Tel: 061-511961

تیئسویں سالانہ یک روزہ

سیرتِ خاتم الانبیاء کانفرنس

جامع مسجد احرار (ربوہ) چناب نگر

۱۲ربیع الاوّل ۱۴۲۲ھ

زیرسرپرستی

حضرت مولانا
خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
خانقاہ سراجیہ کندیاں
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

زیرصدارت

قائد احرار
حضرت ابن امیر شریعت
پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

جلوس

جس میں ملک وملت کے اصحاب فکرودانش، علماء اہل قلم، وکلاء اور طلبا خطاب کریں گے حسبِ سابق ۱۲ ربیع الاوّل کو بعد نماز ظہر فدائینِ احرار کا فقید المثال جلوس مسجد احرار سے روانہ ہوگا۔ دورانِ جلوس زعماءِ احرار بصیرت افروز خطاب فرمائینگے۔

پروگرام: ۱۲ ربیع الاوّل: بعد نماز فجر: درس قرآنِ کریم، تقاریر ۱۰ بجے صبح تا ظہر

منجانب تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان

رابطہ فون: چناب نگر: ۲۱۱۵۲۳، ملتان: ۵۱۱۹۶۱، لاہور: ۵۸۶۴۶۵، چیچہ وطنی: ۶۱۶۵۷